اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ ایک آنہ

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۰ | مورخہ ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کو چند روز اسہال آتے رہے اس وجہ سے انکی طبیعت کمزور ہوگئی ہے ۔ احباب صحت کے واسطے خاص طور پر دعا کریں ۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کچھ عرصہ کے لئے معہ اہل و عیال مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ہیں ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے بحیثیت ناظر امور خارجیہ ہز ایکسیلنسی دی رائٹ آنریبل ایڈورڈ وڈ کو ان کے وائسرائے مقرر ہونے پر اور ہز ایکسیلنسی کو ان کی صحت یابی پر مبارکباد کے تار دیئے ۔ اور ساتھ ہی ریویو آف ریلیجنز انگریزی کے مطالعہ کی درخواست کی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حرم مبارک میں لڑکا پیدا ہونے کی خوشی میں ۱۰ نومبر کی شام کو میجک لینٹرن کے ذریعے تصاویر دکھائی گئیں ۔ جن کی تشریح مولوی عبد الرحیم صاحب نیر اپنے مرغوب انداز میں کرتے جاتے تھے ۔ مستورات کیلئے پردہ کا انتظام تھا ۔ قادیان کے غیر احمدی ...

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ کے جدید نظام عمل کے ارکان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جدید نظام عمل کے ماتحت مجلس معتمدین سلسلہ احمدیہ قادیان دار الامان ضلع گورداسپور کے ماتحت مندرجہ ذیل نظارتیں قائم فرما کر سلسلہ کے کام ان کے سپرد فرمایا ہے :-

نام نظارت	نام ناظر
ناظر اعلیٰ	چودہری نصر اللہ خان صاحب
دعوۃ و تبلیغ	چودہری فتح محمد صاحب ایم اے ۔
تعلیم و تربیت	حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب
بیت المال	مولوی عبد المغنی صاحب
امور عامہ	مولوی ذو الفقار علی خان صاحب
امور خارجیہ	مفتی محمد صادق صاحب
ضیافت	میر محمد اسحٰق صاحب
بہشتی مقبرہ	چودہری نصر اللہ خان صاحب وکیل

ان ناظر صاحبان کے علاوہ مجلس معتمدین کے دو اور ممبر نامزد فرمائے گئے ہیں ۔ یہ دونو ممبر ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے مجلس معتمدین کے ممبر چلے آتے ہیں (۱) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب (۲) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب

ناظر صاحب امور عامہ کا کام دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کا نام نظارت امور عامہ اور دوسرے حصہ کا نام نظارت امور خارجیہ مقرر کیا گیا ہے ۔

نظارت امور عامہ کے کاموں میں سے مندرجہ ذیل کام ناظر صاحب امور خارجیہ کے سپرد کئے گئے ہیں :-

(۱) کریمینل سٹیلمنٹ (۲) ٹرئبیونل (۳) تمام خط و کتابت جو غیر احمدی جماعتوں سے کی جاتی ہے ۔ مثلاً تنظیم و کانگریس و مسلم لیگ وغیرہ (۴) گورنمنٹ حکام کے ساتھ خط و کتابت و تعلقات (۵) بلاد خارجیہ کی گورنمنٹوں سے خط و کتابت (۶) انگریزی ریویو کی مینیجمنٹ بھی ناظر صاحب امور خارجیہ کے سپرد کیا گیا ہے ۔

مندرجہ بالا امور کے علاوہ امور عامہ کا کام ناظر امور عامہ کے سپرد ہی رہے گا ۔ اور اس کے علاوہ شفاخانہ جات اور محکمہ تعمیر ناظر صاحب امور عامہ کے ماتحت کر دیا گیا ہے ۔ مقبرہ بہشتی کے انتظام کیواسطے

ایک انجمن کارپرداز ان مصالح قبرستان جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقرر فرما گئے ہیں۔ قائم کی گئی ہے۔ ناظر صاحب بہشتی مقبرہ اس انجمن کے پریذیڈنٹ ہونگے۔ علاوہ پریذیڈنٹ کے دو عالم بھی ہونگے۔ چنانچہ مولوی سید سرور شاہ صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب کو حضرت نے ممبر مقرر فرمایا ہے ٭

(ناظر اعلےٰ نصر اللہ خاں)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد قابل توجہ موصی حضرات

میں نے ایک موصیہ کی وفات پر بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مندرجہ ذیل رپورٹ کی۔ کہ وصیت مکمل ہے۔ ۱۹۰۹ء کی تحریر شدہ۔ اور باضابطہ سرٹیفکیٹ جاری ہو چکا ہے۔ تتمہ وصیت میں جائداد کی تصریح بھی موجود ہے مگر ابھی تک صیغہ کو وصیت میں کچھ وصول نہیں ہوا۔ خاوند موصیہ صالح متقی شخص ہیں۔ اور قواعد سے واقف ہیں۔ حصہ جائداد پر قبضہ دے دینگے۔ یا اس کی قیمت وصول کرا دینگے۔ مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی اجازت دی جاوے۔ اس پر حضور نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا۔ جو احباب کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے:۔

"قانون غریب و امیر چھوٹے بڑے کے لئے ایک ہوتا ہے آپ اپنی ذمہ واری پر اجازت دے سکتے ہیں۔ وصیت بہر حال اگر پہلے نہ ادا ہو چکی ہو۔ تو جلد سے جلد ادا ہو جانی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مہینوں پر بات جا پڑے۔ میں نے اپنی بیوی کی وصیت کا روپیہ وفات کے بعد قرض لے کر ادا کر دیا تھا۔ تاکسی کا مجھ پر اعتراض نہ ہو۔ جب ہم دوسروں سے ایک بات چاہتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ خود اس پر عامل نہ ہوں۔ پس جس طرح سے دوسرے لوگوں کے متعلق قانون ہے۔ اس کے مطابق عمل ہونا چاہیئے" خاکسار مرزا محمود احمد

وہ ورثا و موصی جن کے ذمے مہینوں نہیں۔ بلکہ سالوں سے حصہ جائداد واجب الادا ہے۔ مہربانی فرما کر وہ جائداد فوراً داخل کر دیں ٭

ناظر بہشتی مقبرہ

انگریزی میں ایک نیا احمدی رسالہ

رنگون میں ہمارے ایک نوجوان دوست عبدالکریم غنی صاحب ہیں۔ جنہیں سلسلہ کی خدمت کا بہت جوش ہے۔ اور ہمارے نوجوانوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ انہوں نے انگریزی زبان میں ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا۔ جس کا نام The Universal Peace ہے۔ اس رسالہ کو وہ نہ صرف نہایت محنت اور جانفشانی سے ایڈٹ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی آمدنی کا ایک کثیر حصہ بھی اس کے اخراجات کے پورا کرنے میں لگاتے ہیں۔ اور لگاتے رہیں گے۔ جب تک کہ دوست ان کے لئے کم از کم ایک ہزار خریدار پیدا کر دیں۔ اس وقت تمام خریدار ایک سو سے بھی کم ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کتنا خرچ اپنی گرہ سے کرتے ہونگے اس بات کو انگریزی دان طبقہ ہماری جماعت کا محسوس کر سکتا ہے۔ کہ تبلیغ سلسلہ کے لئے ہر علاقہ میں انگریزی اخبار یا رسالہ کی کس قدر ضرورت ہے۔ چونکہ یہ رسالہ اس ضرورت کے پورا کرنے میں حصہ لے گا۔ اس لئے ہمیں اپنے اس جوشیلے اور مخلص بھائی کی ہر طرح مدد کرنی چاہیئے ٭

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کے منشاء مبارک کے ماتحت یہ چند سطور احباب کی خدمت میں عرض کرتے ہوئے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ احباب بہت جلد اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ رسالہ کی قیمت بہت ہی قلیل ہے۔ یعنی ایک روپیہ سالانہ۔ کاغذ عمدہ اور چھپائی صاف ہے۔ احباب کو اس کی خریداری کی طرف بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ والسلام

(خاکسار عبدالقدیر بی۔ اے خادم ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح)

گورداسپور میں احمدی وکیل

احباب یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ چوہدری عصمت اللہ خاں صاحب احمدی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل نے گورداسپور میں اپنی پریکٹس شروع کی ہے۔ چوہدری صاحب مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ امید ہے۔ احباب ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں گے ٭

اعلان بیعت

برادران اسلام میں ایک عرصہ دراز سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تحقیقات کر رہا تھا۔ اس عرصہ میں چونکہ میں نے جو کچھ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پڑھا یا سنا۔ اسے ہر طرح باطل پایا۔ اس لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا بھیجا ہوا سچا نبی مان کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت صدق دل سے کرتا ہوں۔ میں تمام احمدی اصول کو مد نظر رکھ کر دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ نیز عہد کرتا ہوں۔ کہ سچے دل سے پابند ارکان اسلام رہوں گا ٭

میں اپنی گذشتہ زندگی پر کف افسوس مل کر بارگاہ باری تعالےٰ میں دست بستہ التجا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم میری بقیہ زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں گذارے۔ اور میرے دوستوں کے دلوں سے جو کہ مجھے اس ارادہ پاک سے بدلنے کی خاطر بارہا کوشش کر چکے ہیں تاریکی دور کر کے حق کے پہچاننے اور راہ راست پر آنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ٭

خاکسار۔ عبد الغفور از جنڈولہ

اعلان نکاح

۳۰ر اکتوبر بروز جمعہ مولوی عبد المغنی صاحب کا نکاح مسمات خورشید بیگم بنت عبدالکریم مرحوم سے بولایت فیروز الدین برادر حقیقی بعوض مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ حق مہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے رحمت و برکت کا موجب کرے ٭

عبد الحلیم از جہلم

(۲) بابو محمد شفیع صاحب احمدی سب اوورسیر محکمہ نہر ساکن سیالکوٹ شہر کا نکاح مسمات آمنہ بی بی دختر میاں عصمت اللہ صاحب احمدی سکنہ گجرات سے مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر معجل پر چوہدری احمد دین صاحب وکیل و امیر جماعت احمدیہ گجرات نے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو مبارک کرے ٭

(برکت علی جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ گجرات پنجاب)

(۳) میاں مسعود احمد صاحب پسر حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پورہ کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر زبیدہ خاتون دختر بابو محمد علی خاں صاحب شاہجہانپوری حال مہاجر قادیان سے بروز سہ شنبہ ۱۰ر نومبر ۱۹۲۵ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ہوا۔ حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب کے سلسلہ کے سابقین اولین اور مخلصین میں سے ہونے کی وجہ سے اعلان نکاح حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہ رشتہ سلسلہ اور جانبین کے لئے موجب برکت ہو۔ آمین ثم آمین ٭ (خاکسار کظیم الرحمن)

ولادت

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام محمد ظفر اقبال رکھا گیا ہے۔ جملہ احباب مولائے کریم کے حضور دعا فرما دیں۔ کہ اس بچے کو لمبی عمر والا نیک اور خادم دین بنا دے۔ اور اس کی والدہ کو جو بیمار ہے صحت عطا فرما دے ٭

(نیاز مند محمد شفیع خاں۔ بی۔ اے۔ گورداسپور)

درخواست دعا

جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر آف اوچ گیلانی اسہال خونی سے بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(عاجز اللہ دتا جالندھری قادیان)

(۲) میاں محمد اشرف پسر میاں سراج الدین صاحب لاہور کی بیوی ڈیڑھ دو ماہ سے بیمار ہے۔ احباب مریضہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ٭ والسلام (نذیر احمد چغتائی قادیان)

(۳) میری اہلیہ ڈیڑھ سال سے بعارضہ ضیق النفس و نقص رحم بیمار ہے۔ بہت علاج معالجہ کیا ہے۔ لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مریضہ کو کلی صحت بخشے۔ آمین ٭ (خاکسار حافظ عبدالرحمن سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بٹالہ)

(۴) میرے والد بزرگوار مولوی احمد الدین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بھیرہ ایک دماغی بیماری میں مبتلا ہیں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند تبارک و تعالےٰ ان کو کامل صحت عطا فرمائے ٭ (خاکسار نور الدین از قادیان)

(۵) خاکسار چند ایک مشکلات میں ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان سے مخلصی عطا فرمائے ٭ (خاکسار امام الدین از کریہ ضلع جالندھر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم شنبہ - قادیان دار الامان - ۲۱ نومبر ۱۹۲۵ء

مولوی ظفر علیخان صاحب ذلّت کے گڑھے میں

ابھی کل کی بات ہے۔ مولوی ظفر علی صاحب اپنے آپ کو ہفت کشور کا حکمران سمجھکر احمدیوں کو محض اختلاف عقائد کی وجہ سے ایسا خطرناک مجرم قرار دے رہے تھے۔ کہ ان کی بارگاہ انصاف سے احمدیوں کی کم از کم سزا قتل "تجویز ہوئی تھی۔ اس کے جواز کے لئے انہوں نے "زمیندار" کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر دئے اور مسلسل ایک عرصہ تک شمشیر قلم کے وار کرتے رہے۔ آخر انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ احمدیوں کے لئے زیست ناممکن بنا دینے پر انہیں کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ اب ان کی اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں سے مشتعل ہو کر ہندوستان کے مسلمان جنہیں وہ بندہ فرمان سمجھے ہوئے تھے۔ ہر جگہ احمدیوں کے خلاف ان کے فیصلہ کا اجراء کرنا شروع کر دینگے۔ لیکن وہ خدا جو ہمیشہ اپنے مخلص اور قانت بندوں کی حفاظت کرتا رہا ہے اسی نے اس موقعہ پر بھی ایک طرف تو کمزور اور بے کس احمدیوں کی حفاظت فرمائی۔ اور دوسری طرف فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۲۱-۴۲) کا نظارہ دکھانے کے لئے مولوی ظفر علی صاحب کی فتنہ انگیزیوں اور سفاہت نوازیوں کو انہیں پر الٹا دیا ؛

مولوی صاحب موصوف نے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا اور اپنے دفتر میں بیٹھکر اخبار کے صفحات میں اس کی تشہیر کی تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں انہی علماء کرام نے جن کے فتوے کو وہ قطعی قرار دے چکے تھے۔ ان کے گھر کے سامنے رو در رو کھڑے ہو کر ایک عظیم الشان مجمع میں ان پر بدترین کافر ہونے کا فتوے لگایا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا۔ کہ ان کی بیگم صاحبہ کا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ جو بلا عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ یہ اعلان بھی کہیں چھپ کر نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ ایسی جگہ کیا گیا تھا۔ کہ بقول مولوی ثناء اللہ صاحب بیگم صاحبہ نے اپنے کانوں سنا اور سمجھا تھا ؛

اس کے بعد باتوں سے گذر کر ہاتھوں تک نوبت پہنچ گئی جس کا ظہور کراچی میں اس وقت ہوا۔ جب مولوی صاحب موصوف نے حجاز جاتے ہوئے کراچی میں ٹھہر کر لیکچر دئے ؛

اس واقعہ کی جو تفاصیل شائع ہو رہی ہیں۔ ان میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ "زمیندار" کا بیان تو یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب پر "قاتلانہ حملہ" کیا گیا۔ اور قریب تھا کہ انہیں "شہید" کر دیا جاتا۔ لیکن انہوں نے بھاگ کر ایک دوکان میں پناہ لی۔ اور اس طرح اپنی جان بچائی۔ لیکن جس فریق کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ اس کا بیان ہے:-

"نہ تو قاتلانہ حملہ تھا۔ اور نہ کچھ اور مفسدانہ خیال۔ محض دل آزاری کی سزا دس سندھی موچڑے یعنی جوتے زنی تھی۔ تاکہ دوسرے ایسے اصحاب کو عبرت ہو"

چنانچہ جب مولوی ظفر علی خان صاحب چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جلسہ گاہ سے باہر نکلے۔ تو بقول نامہ نگار ریاست "دو کامل گھنٹے" ان کے گنجے سر پر تڑاق تڑاق دس ہی جوتے رسید کر دئے گئے۔ دس جوتے کھا کر توبہ کی اور معافی مانگی۔ کہ اب چھوڑ دو۔ پھر کبھی ایک لفظ بھی اپنی زبان سے سجادہ نشینوں، صوفیوں اور بزرگوں کے خلاف نہیں کہوں گا" (ریاست - ۳ نومبر)

ہمیں رنج ہے۔ کہ مولوی صاحب کے ساتھ ایسا افسوسناک سلوک کیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ جب ان کے نزدیک احمدیوں کو اختلاف عقائد کی وجہ سے قتل کر دینا جائز ہے۔ تو پھر کراچی کے ان لوگوں پر جو مولوی صاحب سے اختلاف عقائد رکھنے کے علاوہ ان کے قلم و زبان کے چرکے بھی کھائے ہوئے ہیں۔ کیا افسوس ہو سکتا ہے۔ دراصل یہ ان کے اپنے بوئے ہوئے کا پھل ہے جسے کھائیں۔ اور لذت اٹھائیں ؛

اس واقعہ کی جو تفصیلات دیگر اخبارات میں عموماً اور "ریاست" میں خصوصاً شائع ہو رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آج سے چند ہی دن قبل احمدیوں کو ذلیل کرنے کا تہیہ کرنے والے مولوی ظفر علی صاحب آج خود کس قدر گہرے ذلت کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔ ایک مضمون کے صرف عنوان ملاحظہ ہوں۔ اور انہی سے اندازہ لگا لیا جائے۔ کہ مضمون کے اندر کیا کچھ ہو گا۔

اخبار "ریاست" ۱۴ نومبر اپنے صفحہ اول پر لکھتا ہے:-

"ظفر علیخان کی ذلت" - "ظفر علی خان پر لعنتوں اور ڈنڈوں کی مار"

اسی طرح ۱۰ نومبر کے ریاست کے صفحہ اول کا عنوان ہے۔ "ظفر علیخان کے سر پر جوتے"

اس قسم کے مضامین کو پڑھ کر اور اس سلوک کو دیکھ کر جو مولوی صاحب کے ساتھ ہوا۔ وہ خود بھی حیران ہوتے ہونگے کہ اتنی جلدی یہ تغیر کیوں ہو گیا۔ مگر انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ خدا کے مومن اور مخلص بندوں کی آزار دہی اور ضرر رسانی کے لئے جو سرکش اور متمرد ہستیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ وہ جب حد سے بڑھ جاتی ہیں۔ تو ان کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ کاش! وہ اور ان کے ہمخیال لوگ اس سے عبرت پکڑیں ؛

کیا وہابی آریہ ہیں؟

سوامی شردھانند نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے "وہابی دراصل عرب کے آریہ ہیں"۔ مگر ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ وہ کونسی مناسبت ہے، جس سے انہوں نے ان کو آریہ قرار دیا ہے۔

آریاؤں کا ایک مایۂ ناز مسئلہ نیوگ ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ وہابی اسے سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اسے حیا سوز جانتے ہیں۔ اسی طرح آریاؤں کا ایک مسئلہ ہے۔ کہ روح اور مادہ ازلی اور ابدی ہیں۔ مگر وہابی ایک لحظہ کے لئے بھی یہ تسلیم نہیں کرتے پھر آریاؤں کا بڑا اہم مسئلہ تناسخ ہے۔ لیکن وہابی اس کے ساتھ بھی اتفاق نہیں رکھتے۔ پس جب وہابیوں کا آریاؤں کے کسی ایک مسئلہ کے ساتھ بھی اتفاق نہیں۔ تو سمجھ نہیں آتا۔ سوامی صاحب نے کس بناء پر انہیں آریہ کہدیا۔ اگر سوامی صاحب کے دل میں یہ خیال چٹکیاں لے رہا ہو۔ کہ چونکہ یہ لوگ آثار و مقابر و قبہ جات کے قیام کے روادار نہیں۔ بلکہ انہدام کے حامی ہیں۔ تو وہابیوں کے اس عقیدہ کے ساتھ بھی سوامی صاحب اپنی سنگت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہندوستان میں جگہ بجگہ مندروں کے کلس، شوالوں کے گنبد اور شمشان بھومیوں کی مڑھیاں کھڑی ہیں۔ جتنے کہ بت بھی موجود ہیں اور حال ہی میں امرتسر میں ہندوؤں نے جو تالاب تعمیر کیا ہے۔ اور جس میں پوجا کے لئے لکشمی جی کی مورتی رکھی گئی ہے۔ اس کے خلاف آریوں نے نہ صرف آواز تک نہیں اٹھائی۔ بلکہ بڑے بڑے سرکردہ آریہ مثلاً مہاتما ہنسراج جی۔ ڈاکٹر گوکل چند جی۔ مہاشہ خوشحال چند جی اس کے افتتاح میں شریک ہوئے۔ پس آریوں کا وہابیوں کے ساتھ مذہبی آثار گرانے کی شدت پیدا کرنا تو الگ رہا۔ وہ بت گری میں حصہ لے رہے ہیں۔

بہرحال ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہابی کیمپ سوامی جی کو کیا جواب دیتا ہے۔ جنھوں نے "سیتا پور کے ہندو جلسۂ عوام" میں یہ کہنے کے بعد کہ وہ مسلمانوں کو عزیز رکھتے ہیں۔ اور ان سے

گلے ملنے کو تیار ہیں" کھلے کھلے الفاظ میں کہدیا
"وہابیوں کا مذہب سیدھا سادھا اور مخلصانہ ہے۔ وہابی دراصل عرب کے آریہ ہیں" (ایشیا ۲ نومبر)

سوامی شردھانند کا اسلام پر غلط الزام

سوامی صاحب نے اسی تقریر میں یہ بھی کہا:-

"میں خود بھی اس مذہب کا معتقد ہوں۔ کہ میں اسلام کے اس جزو کو مانتا ہوں۔ جس میں خالق کائنات اور پرستش کا حکم دیا گیا ہو۔ یعنی غیر اللہ یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز پرستش کے قابل نہیں سمجھتا" (ایشیا ۲ نومبر)

سوامی جی یا تو تعصب سے کام لے کر مذہب سے بالعموم ناواقف ہونے کے باعث یہ خیال کر رہے ہیں۔ کہ اسلام میں خدا کے سوا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرستش کا بھی حکم ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً صحیح نہیں ہے۔ قرآن کریم میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے کہلائے۔ انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد (کہف ع ۱۲) کہ میں بھی تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ تمہارا معبود صرف اللہ ہی ہے۔ جو ایک ہی ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ قرآن کریم کا صرف ایک حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کی ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ ایک ہی خدا کی پرستش کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمان دیگر برائیوں میں مبتلا ہو جانے کے باوجود اس گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرستش کریں۔

پس سوامی جی کو ایک غلط اور بے جا عذر کی بنا پر باقاعدہ اسلام قبول کرنے سے پس و پیش نہ کرنا چاہیئے۔ اگر وہ غور کرینگے۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ حقیقی توحید اسلام میں ہی پائی جاتی ہے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو حاصل ہوئی ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور آریہ

غازی مصطفےٰ کمال پاشا جنہیں مسلمانان ہند اسلام کا نجات دہندہ سمجھ رہے تھے۔ اور جن پر اسلام کے قیام کا بھروسہ کر رہے تھے ان کے متعلق مشہور آریہ اخبار "تیج" (۱۲ نومبر) "ہندوستان کے لئے ایک مصطفےٰ کمال کی ضرورت" بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ غازی موصوف ہندوستان میں آکر اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کریں۔ مسلمانوں میں اسلامی روح پیدا کریں۔ اور اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں۔ ان کا اندفاع کریں۔ بلکہ اس لئے کہ جس طرح وہ اپنی حکومت میں اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی آکر کریں۔ اور یہاں وہی فرض سرانجام دیں۔ جو سوامی شردھانند اسلام کے خلاف ادا کر رہے ہیں۔ ورنہ کہاں ایک آریہ اخبار اور کہاں اس شخص کے ہندوستان میں آنے کی ضرورت جسے مسلمان محافظ اسلام اور دشمن کفر سمجھتے ہوں۔

اخبار مذکور کو اس ضرورت کے اظہار کی جرأت ان خبروں نے دلائی ہے۔ جو انہی دنوں پے در پے ٹرکی کے متعلق موصول ہوئی ہیں۔ اور جن میں تعدد ازدواج کو ہر حالت میں قانوناً ممنوع قرار دینے۔ عورتوں سے پردہ اٹھا دینے اور مردوں کے ساتھ ناچ میں شریک ہونے۔ جمعہ کے دن کی تعطیل اڑا دینے اور اسی قسم کی اور بہت سی باتوں کے علاوہ غازی موصوف کے یہاں تک کہہ دینے میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اب اسلامی شریعت کا خاتمہ ہو جانا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ "موجودہ قانون دیا کارآمد ہے۔ اور اس کا جاری رکھنا کسی مہذب قوم کے شایان شان نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا" جس شخص کے نہ صرف یہ خیال ہوں۔ بلکہ اپنے ملک کو اپنا ہم خیال پاکر ان پر عمل پیرا بھی ہو رہا ہو۔ اس سے بڑھ کر آریوں کے اس مقصد کو کہ اسلام کو مٹا دیں۔ پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ان کی ضرورت ہندوستان میں ظاہر کر رہے ہیں۔

کیا مسلمان اب بھی یا شاید اب موصوف کے متعلق یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ ان کی ذات سے اسلام کو کوئی فائدہ پہنچا یا آئندہ پہنچ سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانوں کا تجویز کیا ہوا کوئی بھی محافظ اسلام قطعاً کام نہیں دے سکتا۔ اسلام کی حفاظت وہی انسان کر سکتا ہے۔ جسے خدا اس کام کیلئے مقرر فرمائے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی نہیں۔

مولوی ظفر علیخاں صاحب کا شہادت سے محروم رہنا

جب کابل میں چند احمدیوں کو نہایت ظالمانہ طریق سے شہید کیا گیا۔ اور اس شہادت کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے ماتحت بتایا۔ تو کہا گیا تھا۔ پیشگوئی کے پورا ہونے پر احمدیوں کو خوشی منانی چاہیئے۔ اور امیر کابل کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے نہ کہ غم و الم کا اظہار کرتے ہوئے امیر صاحب کو ظالم و جابر قرار دینا چاہیئے۔

اگرچہ یہ کہنے والے اپنی نادانی اور جہالت کا اظہار کر رہے تھے کیونکہ وہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں ایسی مانتے ہیں۔ جن کے پورا ہونے پر خوشی کی بجائے رنج اور صدمہ ہوا۔ لیکن اب وہ خود مولوی ظفر علیخاں صاحب کے متعلق جو یہ کہہ رہے ہیں:-

"مولانا پر بزدل شریفوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ اور اگر خدائے حی و قیوم رحم نہ فرماتا۔ تو یہ شقی گروہ یقیناً آپ کو شہید کر دیتے" (زمیندار)

اسکے متعلق ہم پوچھتے ہیں۔ کیوں حملہ آوروں کو شقی کہا جاتا اور ان کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جبکہ وہ مولوی صاحب کو "شہادت" کے سب سے اعلیٰ درجہ پر پہنچانے والے تھے۔ چاہیئے یہ کہ مولوی صاحب کی قسمت پر افسوس کیا جائے۔ جو ایسے اعلیٰ مرتبہ سے محروم رہے ہیں۔

مہدی معہود کا پتہ

اخبار "زمیندار" ۱۲ نومبر ایک وصیت نامہ کا ذکر کرتا ہوا جو مجاور صاحب روضۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور جس میں لکھا ہے۔ "مہدی علیہ السلام ۱۹۳۹ء میں ظاہر ہونگے۔" رقمطراز ہے:-

"مہدی علیہ السلام کا بھی کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کبھی چودہویں صدی کے آغاز میں ان کی آمد آمد تھی۔ اور اب اواخر میں ان کے ظہور کی خبر دی جارہی ہے"

ایک خیالی مہدی کے منتظرین اس کے سوا اور کہہ ہی کیا سکتے ہیں کہ انکی آمد کا وقت بڑھاتے جائیں۔ اور اس طرح اگر اپنے دل کو نہیں تو عوام کو جھوٹی تسلی دیتے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مہدی کی آمد کا جو وقت بھی انہوں نے مقرر کیا۔ اسمیں سوائے ناکامی اور نامرادی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اور نہ قیامت تک کبھی آ سکتا ہے۔ کیونکہ مہدی معہود اپنے وقت پر آچکا ہے۔ جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔

مسلمانان ہند اور مجلس اقوام

دمشق کی تباہی پر مسلمانان ہند مجلس اقوام سے بھی داد خواہ ہوئے ہیں۔ جس پر اخبار "تیج" (۹ نومبر) لکھتا ہے:-

"جب افغانستان میں نعمت اللہ کی سنگساری کی گئی تو دنیا کے اخبارات نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ مگر ہندوستان کے مسلمان لیڈران اور مسلم اخبارات نے ماسوائے ایک دو کے اسکی حمایت کی۔ اگر ہندوستان کے مسلمان اسوقت مذہبی تنگ خیالی سے آزاد ہوکر اپنے انسانی فرض کو پورا کرنے کے خیال سے ان کے خلاف آواز بلند کرتے۔ تو آج جب دمشق کے مسلمانوں پر مظالم کئے جا رہے ہیں۔ ان کا احتجاج کہیں زیادہ پر زور اور زوردار ہوتا"

مگر یہی نہیں کہ مسلمانان ہند کے کثیر طبقہ نے احمدیوں پر کابل کے مظالم کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ بلکہ جب مجلس اقوام کو اس ظلم عظیم کی طرف توجہ دلائی گئی۔۔۔ تو وہی لیڈر صاحبان جو آج اسی مجلس کی دہلیز پر ناصیہ فرسائی فرما رہے ہیں سخت برہم ہوئے۔ فی الواقعہ اگر اس موقعہ پر مسلمان ہند کابل کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے۔ تو آج انکی صدائے احتجاج میں بہت زیادہ زور اور اثر ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مرزا صاحب نے مبعوث ہو کر کیا کیا؟

نمبر (۷)

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ

(فرمودہ ۱۳ر نومبر ۱۹۲۵ء)

دمشق کی تباہی

"بلاءِ دمشق" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غمکدہ ہو جائیں گے عشرت کدہ
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھینگے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
(حضرت مسیح موعودؑ)

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷ مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بجز انبیاء خدا تعالےٰ پر ایمان کامل حاصل نہیں ہوتا

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کام دنیا میں آکے کئے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے ایک کام یہ بھی بیان کیا تھا۔ کہ انبیاء کی آمد کے بغیر کامل یقین اور ایمان صفات الٰہیہ پر حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انبیاء اللہ تعالےٰ کا نشان اور اس کی آیت ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے خدا تعالیٰ کی ذات پر اور خدا تعالےٰ کی صفات پر ایمان پختہ ہوتا ہے۔ آج میں اسی سلسلہ میں ایک تازہ واقعہ بطور مثال بیان کرتا ہوں۔

تازہ واقعہ

یہ واقعہ وہ واقعہ ہے۔ جس نے ان دنوں میں خطرناک اور خوفناک تباہی پیدا کر دی اور ہر شخص کو جس کے سینے میں دل اور دل میں درد ہے حیران کر رکھا ہے۔ اور جس نے ہر ایک شخص کے دل کو درد اور دکھ سے بھر دیا ہے۔ وہ واقعہ دمشق کی تباہی ہے۔ جو شام کے ملک کا دار السلطنت ہے۔

دمشق کی تاریخی حیثیت

دمشق ان پرانے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ جسے تاریخ کی تبدیلیاں اور مرور زمانہ کا اثر مٹا نہ سکے۔ اور چندہی شہر دنیا کے ایسے ہیں۔ جو کہ اسی طرح اسی نام پر کہ جو پہلے دن ان کا رکھا گیا اور اسی حالت پر جو کہ ابتداء میں ان کی تھی۔ اور اسی مقام پر کہ جس پر شروع میں وہ قائم کئے گئے۔ بدستور چلے آتے ہوں۔ جس طرح کہ دمشق چلا آتا ہے۔ اڑھائی ہزار سال کی تاریخ تو اس کی یقینی ہے۔ اور نہ اس سے پہلے کہ کب سے یہ آباد چلا آتا ہے۔ صحیح اندازہ نہیں۔ حضرت سلیمان (ع) کے زمانہ میں بھی یہ شہر موجود تھا۔ اور بڑا بارونق تھا۔ پھر اس شہر کے بادشاہوں اور انکے کارناموں کا ذکر داؤد علیہ السلام کے حالات میں بھی آتا ہے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی اس شہر نے بڑا عروج پایا۔ بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی اس کو پوری پوری تاریخی اہمیت حاصل تھی۔

ساؤل کے متعلق پطرس کا خواب

پولوس جس پر عیسائی مذہب کا دارومدار ہے۔ وہ اسی شہر کا تھا۔ انجیل سے پتہ چلتا ہے کہ دمشق کے متعلق پطرس کو رؤیا میں خبر دی گئی تھی کہ دمشق میں جا کر ساؤل کو عیسائی بنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ یہی ساؤل بعد میں پولوس ہو گیا۔ اور اس نے تبلیغ کا کام اسی شہر سے شروع کیا۔ اور عیسویت کا چرچا یہاں پھیلایا۔ غرض موسوی زمانہ کے بعد عیسوی زمانہ میں بھی اسی شہر کو خاص عظمت حاصل ہو گئی۔ پولوس نے دمشق میں اس کام کے لئے کھڑا ہو کر اس کی شان وشوکت کو بڑھا دیا۔ اور اس کی تاریخی عظمت اور بھی زیادہ کر دی۔ پولوس کے زمانہ میں عیسائیت بہت کچھ ترقی پر پہنچ گئی تھی۔

زمانہ خلافت میں دمشق کی حالت

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دمشق سب سے اہم گورنری تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے میری مراد وہ زمانہ ہے۔ جو آپ کی بعثت سے شروع ہوا۔ تو زمانہ خلافت میں جب کہ اس کے ساتھ اسلامی حکومت بھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے اس جگہ مستقل گورنری قائم کی۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی کو سب سے پہلے یہاں کا گورنر بنا کے بھیجا۔ پھر ان کے بعد خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور اس وقت سے لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک یہ شہر اس صوبہ کا اور پھر سارے عالم اسلامی کا دار الخلافہ رہا۔

دمشق عالم اسلامی کا دار الخلافہ رہا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان جب جنگ چھڑی۔ اور جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کر لیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لیں۔ اور خلافت کے حقوق سے دست بردار ہو جائیں تو اس وقت بجائے مدینہ منورہ کے دمشق تمام عالم اسلامی کا دار الخلافہ بن گیا۔ اور ایک عرصہ تک مستقل طور پر تمام عالم اسلامی کے لئے بطور دار الخلافہ رہا۔ اور اس عرصہ میں مسلمانوں نے بہت سی فتوحات بھی حاصل کیں۔ ان دنوں میں مسلمان جو جو بھی علاقے فتح کرتے۔ وہ اسی دار الخلافہ کے ماتحت ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ بنو عباس نے بھی جب سپین وغیرہ کے علاقے فتح کئے۔ جو اپنی شان میں بغداد سے بھی بڑھ جانے والے تھے۔ تو وہ بھی اسی کے ماتحت تھے۔

دمشق شریف

بغداد کو بغداد شریف کہتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسے بغداد شریف اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اس میں شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں۔ مگر اسے بغداد شریف کہنے کی یہ وجہ نہیں۔ اسے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بغداد شریف نہیں کہتے۔ بلکہ دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ کیونکہ بغداد عالم اسلامی کے لئے ایک وقت تک دار الخلافہ رہا ہے۔ پس بغداد اگر اس وجہ سے بغداد شریف کہلا سکتا ہے۔ تو دمشق بھی دمشق شریف کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ بغداد کی طرح یہ بھی عالم اسلامی کا دار الخلافہ رہا ہے۔ بلکہ بغداد سے بڑھ کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کے ماتحت سارا عالم اسلامی رہ چکا ہے۔ تمام مفتوحہ علاقے اسی کے ماتحت تھے۔ خواہ

وہ علاقے سپین کے ہوں خواہ افریقہ کے۔ خواہ وہ ایران کے علاقے ہوں خواہ روس کے۔ خواہ وہ یمنی علاقے ہوں۔ خواہ افغانستان کے خواہ وہ بلوچستان کے علاقے ہوں۔ خواہ ہندوستان کے۔ وہ سارے کے سارے دمشق کے ماتحت تھے اور دمشق کو یہ ایک ایسی خصوصیت حاصل ہے۔ کہ جو کسی اور کو حاصل نہیں ؛

رسول کریم کی پیشگوئیوں میں دمشق کا ذکر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں میں بھی دمشق کا ذکر آیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں جو پیشگوئیاں آئی ہیں۔ ان میں خصوصیت سے اس شہر کا نام لیا گیا ہے۔ یہ ذکر بلا وجہ نہیں تھا۔ بلکہ اس کی ایک وجہ تھی۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ میں دمشق میں ایک فساد واقع ہوگا جس سے خطرناک تباہی پیدا ہوگی۔ اور اس تباہی اور بربادی کے بعد پھر ایک ترقی ہوگی۔ جو احمدیت کے ذریعے ہو گی۔ اور جس طرح پہلے مسیحؑ کے زمانہ میں تنزل کے بعد اس نے ترقی پائی۔ اسی طرح دوسرے مسیح کے زمانہ میں بھی یہ ترقی پائے گا۔ اور بربادی کے بعد اسے آبادی حاصل ہوگی۔ اور چونکہ وہ آبادی اور ترقی دوسرے مسیحؑ کے ذریعے ہونی تھی۔ اس لئے اسی کا ذکر کیا گیا ؛

شام کے ابدال تیرے لئے دعائیں کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں سے ایک الہام یہ بھی ہے۔ یدعون لک ابدال الشام۔ کہ شام کے ابدال تیرے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ الہام بھی اسی امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے ذریعے ملک شام کی تباہی کے بعد ایک ایسی ترقی اور آبادی ہوگی۔ جو پہلے سے زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوگی۔ اور جسے دیکھ کر ہر کس و ناکس کے منہ سے بالعموم اور خواص ابدال کے منہ سے بالخصوص اسؑ کیلئے اسؑ کے کاموں کے لئے اور اسؑ کے احسانوں کے لئے دعائیں نکلیں گی ؛

مسیح موعود کے زمانے میں دمشق کی ترقی

پس دمشق نے جس طرح موسوی خلفاء کے زمانہ میں ترقی پائی۔ جس طرح عیسوی خلفاء کے زمانہ میں ترقی حاصل کی اور تاریخی کاموں میں حصہ لیا ہے۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی وہ ترقی پائے گا۔ اور تاریخی کاموں میں بھی حصہ لینے والا ہے۔ اس وقت اس کا تاریخی کاموں میں حصہ لینا اور ترقی پانا یہی ہے۔ کہ اس پر ایک خطرناک تباہی آئے اور یہ تنزل پا جائے اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پھر ترقی پائے اور عروج پر پہنچے۔ آج سے پہلے شاید یہ بات لوگوں کی سمجھ میں نہ آتی لیکن اب جبکہ اس پر تباہی آ ئی۔ اور یہ گر کر تنزل میں پڑ گیا۔ تو یہ بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ یہ اب ترقی کرے گا۔ چنانچہ اس کے آثار اب پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں ؛

موسویت عیسویت اور محمدیت کے مقامات متبرکہ

چونکہ یہ شہر بہت ہی پرانا شہر ہے۔ اور قدیم سے ہی اس کے ساتھ قوموں کے تعلقات رہے ہیں۔ اور خاص کر موسویت۔ عیسویت اور محمدیت کے اس سے تعلق رہے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ان اقوام اور ان مذاہب کے بعض مقامات مقدسہ بھی یہاں ہوں۔ چنانچہ ان تینوں قوموں کے آثار یہاں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے متبرک مقامات اس جگہ موجود ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کو پرانے مذہبی واقعات کے ساتھ وابستگی ہے ؛

"بلاءِ دمشق"
(الہام مسیح موعودؑ)

آج تک باوجود بڑے بڑے انقلابات کے اور باوجود ایک لمبا عرصہ گذرنے کے یہ یادگاریں بدستور قائم تھیں۔ اور اس شہر کو جسے تین ہزار سال کے عرصہ میں وحشی سے وحشی لوگ اور جابر سے جابر بادشاہ بھی تباہ نہ کر سکے۔ جس پر بڑے بڑے انقلاب آئے۔ مگر اس کی یادگاریں بدستور قائم رہیں۔ امتداد زمانہ نے بھی اثر نہ کیا۔ اور اس کے آثار محفوظ رہے۔ اسے حال میں فرانسیسیوں نے تباہ کر دیا ہے۔ فرانسیسی تو اس کا ظاہر ذریعہ بن گئے۔ درحقیقت اس کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ کہ وہ اس وقت تباہ ہو اور ایسے خطرناک طریقے پر تباہ ہو۔ کہ جس کی مثال اس کی ساری عمر میں نہ پائی جائے۔ اگر یہ بات پہلے ہی مقدر نہ ہو چکی ہوتی۔ تو فرانسیسیوں کی کیا طاقت تھی۔ کہ اس میں ایسی خطرناک بربادی پیدا کر دیتے۔ اور پھر اگر ان قوموں اور ان بادشاہوں کو دیکھا جائے۔ جو فرانس سے کہیں بڑھ چڑھ کر طاقت ور اور جابر تھے۔ وہ بھی اسے تباہ نہ کر سکے۔ تو یہ بات اور بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔ پس فرانسیسی ظاہراً اس کی بربادی کی وجہ ہو گئے۔ ورنہ یہ تو قضاء و قدر میں فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہ یہ شہر اس وقت تباہ ہو ؛

اس شہر کی تاریخی اہمیت بالکل ظاہر ہے۔ اور ایسے شہر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام "بلاءِ دمشق" آج سے ایک مدت پہلے ہو چکا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے۔ دمشق پر آفت اور مصیبت آنے والی ہے۔ یہ پچیس ۲۵ سال کے بعد اب ایسا واقعہ ہوا ہے۔ کہ لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ تین ہزار سالوں میں اس پر ایسی تباہی نہیں آئی جیسی کہ اس وقت آئی ہے۔ حالانکہ اس پر بڑے بڑے انقلاب آئے اور بڑے بڑے جابر اور ظالم حکمرانوں کے ماتحت رہا ؛

انگریزی اخباروں کا بیان

انگریزی اخباروں نے بھی اس پر شور مچایا۔ کہ وہ شہر جس میں بڑے بڑے آثار اور مقامات مقدسہ تھے۔ آج مٹی کا ڈھیر بنا ہوا ہے۔ اس کی عظیم الشان عمارتیں گر گئی ہیں۔ اس کے محلے کے محلے ویران ہو گئے ہیں۔ مسجدیں۔ گرجے اور معبد نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ اور وہ یادگاریں جو ہزاروں سالوں سے محفوظ چلی آتی تھیں ویران ہو گئی ہیں۔ وہ شہر جو سالہا سال سے نہیں صدیوں سے ان آثار و مقامات کے لئے مشہور چلا آتا تھا۔ اور جسے نہ دست انقلابات۔ نہ مرور زمانہ۔ نہ کسی ظالم و جابر بادشاہ کا ظلم تباہ کر سکا۔ آج فرانسیسیوں کی مسلسل گولہ باری سے خاک میں مل گیا۔ نہ وہ رہا نہ اس کے وہ مقامات جو مقدس سمجھے جاتے تھے۔ رہے ؛

کوئی ہے جو اس پر غور کرے

یہ کتنی بھاری مصیبت ہے۔ جو اس شہر پر آئی۔ اس سے بڑھ کر کوئی آفت کسی شہر پر نازل نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی تباہی نہیں آ سکتی۔ کہ ایک ایسا شہر جو نہایت ہی قدیمی ہو۔ جس میں دنیا کی تین مشہور قوموں کی مذہبی یادگاریں ہوں۔ جس کی طرف دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ وہ اس طرح ویران و برباد کر دیا جائے۔ جس کا کسی کو وہم و خیال بھی نہ ہو سکتا تھا۔ کوئی ہے۔ جو اس پر غور کرے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس شہر کے متعلق جو خبر بتائی۔ وہ اس صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔ کوئی نہیں جو اس کا انکار کر سکے۔ کہ یہ خدا ہی کی بتائی ہوئی بات تھی۔ بشرطیکہ وہ سلیم طبع ہو۔ اور شرارت پر آمادہ نہ ہو۔ کیا اس ایک واقعہ سے ہی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بولتا تھا۔ اور پھر یہ کہ وہ قادر ہے۔ اور ہر ایک شے پر قدرت رکھتا ہے ؛

کیا مولوی کر سکتے ہیں؟

یہ عظیم الشان نشان جو ظاہر ہوا ہے۔ اور جس سے ایمان پہاڑوں کی طرح مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور چٹانوں کی طرح راسخ ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت بڑے زور سے ثابت کر رہا ہے۔ خدا نے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج سے کئی سال پہلے خبر دی۔ کہ دمشق پر ایک بلا نازل ہونے والی ہے۔ اور خدا نے ہی اسے آج پورا کر دکھایا اور ایسے کھلے کھلے رنگ میں پورا کیا۔ کہ کوئی عقلمند اور سلیم الطبع شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیا مولویوں سے ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بھی اس قسم کے نشان دکھاتے یا کسی عظیم الشان واقعہ کی پہلے خبر دے سکتے۔ جو پھر پوری ہو جاتی۔ ہرگز نہیں۔ مولوی تو اس قابل ہی نہ رہے تھے۔ کہ خدا تعالےٰ اس طرح انہیں اپنے مصفےٰ غیب سے آگاہ کرتا۔ وہ تو خود طرح طرح کے گندوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ یہ اسی کا کام تھا۔ جسے خدا

خدا نے لوگوں کو پاک کرنے کے لئے خود مامور فرمایا کہ خدا سے خبر پاکر پیش آنے والے واقعہ کی خبر پہلے سے دے دیتا۔ کیا اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر نہیں ہوتی؟ اور کیا اس سے ایمان مضبوط ہو کر دلوں میں پہاڑ کی طرح جاگزیں نہیں ہو جاتا؟

دمشق کی تباہی کے سامان کیونکر ہوئے

آج مسلمان۔ عیسائی اور یہودی رو رہے ہیں۔ کہ سب کے مقامات مقدسہ برباد ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ان سب کے مقامات مقدسہ اس شہر میں واقع ہیں۔ اور ان کی تباہی پر ان کا رونا ایک قدرتی بات ہے جب وہ شہر ہی تباہ ہو گیا۔ جس میں سب کچھ تھا۔ تو وہ مقامات کیسے بچ سکتے تھے۔ فی الحقیقت دمشق پر جو تباہی آئی وہ نہایت خطرناک ہے۔ اس تباہی کے ظاہر اسباب یہ ہوئے کہ دروز کی جو لبنان کے پہاڑوں میں رہنے والی ایک قوم ہے۔ عیسائیوں کی ایک قوم سے پرانی دشمنی ہے۔ فرانسیسی اس ملک کے بادشاہ نہیں۔ لیکن بعض انتظامات کے ماتحت اس ملک کی انتظامی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے جب دروزیوں اور عیسائیوں کے درمیان لڑائی دیکھی۔ تو عیسائیوں کی طرفداری کی۔ اور دروزیوں کو نقصان پہنچانا چاہا۔ فرانسیسی حکام کی اس روش کو دیکھ کر دروزیوں کے قبیلوں کا ایک سردار جو دروزی قبائل میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ فرانسیسی اعلےٰ افسر کے پاس اس لئے گیا تا اس بات کی شکایت کرے۔ کہ فرانسیسی افسر خواہ مخواہ عیسائیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ حالانکہ ملک ہمارا ہے۔ مگر وہ عیسائیوں کی مدد کرتے اور ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان کو چاہیئے تھا کہ وہ ہماری مدد کرتے۔ کیونکہ ملک ہمارا ہے نہ ان کا لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ تو نہیں چاہیئے تھا کہ خاموش رہتے یا ہمیں جو شکائتیں عیسائی قوم سے ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر وہ بجائے اس کے الٹا عیسائیوں کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن فرانسیسی افسر نے اس سردار سے ملنے سے انکار کر دیا۔

کہتے ہیں۔ فرانسیسی افسر کا انکار سن کر جب دروزیوں کا سردار کمرے سے باہر نکلا۔ تو یہ کہتے ہوئے باہر نکلا۔ کہ تم ہمارے منہ سے باتوں کو نہیں سنتے تو توپوں کے گولوں سے سنو گے۔ اور واپس آکر اس نے عام اعلان کر دیا۔ کہ اپنے آپ کو بچانے اور فرانسیسیوں سے آزادی پانے کے لئے ہتھیار اٹھاؤ۔ فرانسیسی افسر کے انکار اور دروزی سردار کے اس اعلان نے ملک میں آگ لگا دی۔ اور اخباروں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس شورش میں بارہ ہزار عیسائی مارے گئے۔

دروزی کون ہیں

دروزی لبنان کے پہاڑوں کی ایک پہاڑی قوم ہے۔ وہ چونکہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس لئے عیسائی ان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس سبب سے وہاں کے عیسائیوں اور ان کے درمیان دشمنی ہے۔ دروزیوں کی بہت سی باتیں مسلمانوں کی سی ہیں۔ لیکن ان کے بعض عقائد ایسے ہیں۔ جو اسلام کے خلاف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کسی وقت وہ اسلام لائے۔ مگر بعد ازاں ان کی خبر گیری نہیں کی گئی۔ اور ملکانوں کی طرح ہی ان کی حالت رہی۔ جس طرح ملکانے کس مپرسی کی حالت میں رہ کر اسلام سے دور جا پڑے۔ اسی طرح دروزیوں کا بھی حال ہوا۔ دروزی قرآن کریم کو مانتے ہیں۔ لیکن اس کے سوا اپنی خاص کتاب پر بھی عمل کرتے ہیں۔ جس میں ان کے اپنی قسم کے احکام ہیں۔

دروزیوں کی امداد طلبی

جب دروزیوں نے دیکھا۔ کہ اسلام کے ساتھ نام کا تعلق رکھنے کی وجہ سے جب ہمیں دکھ دیا جاتا ہے۔ تو کیوں نہ ہم اسلام کے ساتھ پورا تعلق پیدا کریں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کر لیں۔ اس پر دروزیوں نے یہ وعدہ کرتے ہوئے۔ کہ ہم آئندہ اپنی حالت سنواریں گے اور پورے طور پر اسلام کے حکموں کو مانیں گے۔ عام مسلمانوں کو بلایا۔ کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کرو اور دشمنوں سے جنگ جاری رکھنے کے لئے ہر قسم کی مدد دو۔ دروزیوں کے سردار کی طرف سے اس آواز کا اٹھنا تھا۔ کہ شام کے ملک میں چاروں طرف اک شور برپا ہو گیا اور لوگ ان کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے دمشق میں بھی شورش پیدا ہو گئی۔ اور فرانسیسیوں کے برخلاف اس علاقے کے تمام باشندوں میں ایک ہلچل مچ گئی۔ جب ان میں سے بعض لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ فرانسیسیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو انہوں نے ڈاکوؤں کی طرح جتھے بنائے۔ اور جہاں ان کو موقع ملتا۔ لوٹ مار کرنے لگے۔ اس پر فرانسیسیوں نے متعدد ایسے گاؤں جلا دیئے۔ جن کے متعلق انہیں یہ خیال گذرا کہ وہ ڈاکوؤں کو پناہ دیتے ہیں۔

سزا کا الٹا اثر

بعض دفعہ سزا الٹا اثر پیدا کرتی ہے۔ اور بجائے نرمی پیدا کرنے کے اشتعال دلا دیتی ہے۔ فرانسیسیوں نے جب کچھ گاؤں جلا دیئے۔ تو ان گاؤں کے لوگوں کو اس پر جوش پیدا ہوا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ خائف ہو کر دروزیوں سے علیحدہ ہو جاتے۔ دروزیوں کے ساتھ مل گئے۔ دو دو روز اور وہ دمشق میں داخل ہو گئے۔

فرانسیسیوں کی آنکھوں پر پٹی

انہیں روکنے کے لئے پہلے پولس سامنے آئی۔ لیکن وہ مقابلہ نہ کر سکی۔ اور اپنی جان بچا کر بھاگ گئی۔ بلکہ ہتھیار تک پھینک گئی۔ پھر فوج آئی۔ لیکن فوج بھی مقابلہ نہ کر سکی۔ دروزی بعض دفعہ شہر کے گلی کوچوں میں گھس کر فرانسیسیوں پر گولیاں چلاتے۔ جن کا جواب فرانسیسی نہ دے سکتے۔ اور پھر جب فرانسیسی بھی ان گلی کوچوں میں گھسنے کی کوشش کرتے۔ تو ان پر مکانوں کی چھتوں سے اینٹ اور پتھر پڑتے۔ ان حالات میں یہی کہنا چاہیئے کہ فرانسیسیوں کی عقل ماری گئی اور ان کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی۔ انہوں نے دمشق کے باشندوں سے کہا۔ کہ لڑنے والوں کو گھروں اور کوچوں اور بازاروں سے نکال دو۔ نہیں تو ہم گولہ باری کر دیں گے۔ وہ دروزی جو پولس سے نہ رک سکے۔ اور مسلح فوج جن سے عہدہ برآ نہ ہو سکی۔ انہیں شہر کے نہتے لوگ کس طرح نکال سکتے تھے۔

(۵۷) ستاون گھنٹے گولہ باری

جب شہر والے ان کو باہر نہ نکال سکے۔ تو فرانسیسیوں نے ستاون گھنٹے بلکہ بعض خبروں کی بنا پر اس سے بھی زیادہ عرصہ تک شہر پر گولہ باری کی۔ اس گولہ باری کے متعلق جو دوسری رپورٹیں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لگاتار جاری رہی۔ اور فرانسیسی اس اثناء میں ٹھہرے نہیں۔ لیکن فرانسیسی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گولہ باری مسلسل نہیں ہوئی۔ بلکہ درمیان میں وقفہ ملتا تھا۔ اور ہمارے جو مبلغین وہاں ہیں۔ ان کے خطوط سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گولہ باری کے درمیان وقفہ ملتا تھا۔ گو وہ بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔

گولہ باری کا نتیجہ

اس گولہ باری کا نتیجہ کیا نکلا؟ دمشق جو کہ بڑا بارونق شہر تھا۔ اور جس میں بہت سے مقامات مقدسہ کے بڑی بڑی پرانی اور تاریخی عظیم الشان عمارتیں تھیں بالکل ویران ہو گیا۔ وہ بازار جو بڑے بارونق اور مشہور تھے بالکل تباہ ہو گئے اور اب ان کو کوئی پہچانتا بھی نہیں۔ ہر جگہ مکانوں کی دیواریں اور لکڑیاں پڑی ہیں۔ ملبہ اور مٹی کے ڈھیر ہی ڈھیر نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جا بجا بھی کہ جسے عیسائی مقدس سمجھتے تھے بالکل برباد ہو گیا۔ اور اس میں اس شدید گولہ باری کو غار پڑ گئے ہیں۔

اندازہ نقصان

اس تباہی کے ساتھ لوگوں کی جانوں کی بھی تباہی آئی۔ جو نقصان اس گولہ باری سے ہوا اس کا صحیح اندازہ ابھی نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس کے متعلق مختلف رپورٹیں ہیں۔ بعض رپورٹیں یہ کہتی ہیں۔ کہ پچیس ہزار آدمی اس سے مارے گئے۔ فرانسیسی رپورٹیں کہتی ہیں۔ صرف دو ہزار آدمی مارے گئے۔ بعض دوسری رپورٹوں سے ظاہر ہے۔ کہ پانچ چھ ہزار مارے گئے۔ یہ مختلف رپورٹیں ہیں۔ ممکن ہے بعض میں افراط سے کام لیا گیا ہو اور بعض میں تفریط سے۔ اس لئے یہ قیاس ہے۔ کہ سات آٹھ ہزار جانوں کا ضرور نقصان ہوا ہے۔ یہ تو جانوں کا نقصان اور مال کے لحاظ سے تو کئی کروڑ کا نقصان ہوا۔

زندہ مگر مردوں سے بدتر

جانوں اور مالوں کے نقصانات کے ساتھ ساتھ ایک اور نقصان پہنچا ہے۔ جو ایک عرصہ تک لوگوں کو تکلیف میں رکھے گا۔ وہ نقصان ان زندہ لوگوں کا حال ہے۔ جو جانی

سے بے حال ہو گئے۔ جن کے گھر تباہ ہو گئے۔ جن کے مال برباد ہو گئے۔ جن کے لئے سر چھپانے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ اور اس ہولناک تباہی کے بعد ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں ہزاروں اشخاص ایسے ہونگے جو زندہ تو رہے۔ مگر بالکل تباہ حال ہو اس آفت سے بچ تو رہے مگر بالکل بے خانماں ہو گئے۔ ان میں سے ہزاروں ایسے ہونگے جو تن کے لئے کپڑا بھی بہم نہ پہنچا سکیں گے۔ ان میں سینکڑوں ایسے ہونگے۔ جو ویران شدہ اشیاء کو درست بھی نہ کر سکیں گے۔ ان میں ہزاروں ایسے ہونگے۔ جو مسمار شدہ گھر نہ بنا سکیں گے۔ اور ایشیائیوں کی مظلومیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان خانماں بربادوں کی کوئی خبر لینے والا بھی نہ ہوگا۔ پس خود کرو کہ کس صفائی سے "بلاءِ دمشق" کا الہام جو آج سے کئی سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا۔ پورا ہوا ہے ؛

دیانتداری کا تقاضا

تین ہزار سال میں ایسی تباہی اس شہر پر نہیں آئی۔ جو اب آئی ہے۔ اور ہم اس کو پیش کر کے ان لوگوں سے جو کہتے ہیں ہم مرزا صاحب کو خادم اسلام تو مانتے ہیں۔ مگر مامور من اللہ نہیں مانتے پوچھتے ہیں۔ کیا آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہ۔ جو "بلاءِ دمشق" کے الفاظ میں آپ نے آج سے بہت سال پہلے کی تھی۔ کہ دمشق پر ایک آفت آنے والی ہے ؟ کیا وہ لوگ جو دیانتداری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس پیشگوئی کو دیکھ کر اقرار کریں گے۔ کہ ایسی عظیم الشان خبر دینا کسی مولوی کا کام نہ تھا بلکہ یہ کام کسی مامور کا تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب خدا تعالےٰ کی طرف سے اس زمانہ کے لئے مامور تھے۔ اگر وہ لوگ اس بات کا اقرار نہیں کرینگے۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مامور تھے۔ اور خدا تعالےٰ ان سے ہمکلام ہوتا تھا۔ اور ہر رنگ میں ان کی مدد کرتا تھا تو مجھے یہ کہنا پڑے گا۔ کہ وہ سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ اس معاملہ میں غور نہیں کرتے۔ بلکہ اس معاملہ کو کسی اور آنکھ سے دیکھتے ہیں ؛

آزادی حاصل کرنا شامیوں کا حق ہے

اس کے بعد میں اس اظہار سے بھی نہیں رک سکتا۔ کہ دمشق میں ان لوگوں پر جو پہلے ہی بے کس اور بے بس تھے۔ یہ بھاری ظلم کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کی بے بسی اور بیکسی کا یہ حال ہے۔ کہ باوجود اپنے ملک کے آپ مالک ہونے کے دوسروں کے محتاج بلکہ دست نگر ہیں۔ میرے نزدیک شامیوں کا حق ہے۔ کہ وہ آزادی حاصل کریں۔ ملک ان کا ہے۔ حکمران بھی وہی ہونے چاہئیں۔ ان پر کسی اور کی حکومت نہیں ہونی چاہیئے یہ ظلم اس لحاظ سے اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ کہ پچھلی جنگ میں اہل شام نے اتحادیوں کی مدد کی اور اس غرض سے مدد کی۔ کہ انہیں اپنے ملک میں حکومت کرنے کی آزادی دی جائے گی۔ پھر کتنا ظلم ہے۔ کہ اب ان کو غلام بنایا جاتا ہے۔ وہ ملک جو تلوار کے ذریعے زیر نہ کئے جائیں۔ بلکہ معاہدات کی رُو سے سیاست اور علم کا چرچا نہ ہونے کے سبب جن کی تربیت کرنے کا ذمہ لیا جائے۔ کیا ان کی یہی حالت ہونی چاہیئے۔ کہ انہیں بالکل غلام بلکہ غلاموں سے بھی بدتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ انہیں ہر طرح تکلیف دی جائے۔ اور بجائے مدد کرنے کے ان کو نقصان پہنچایا جائے۔ نہ انگریزوں کا اور نہ کسی اور سلطنت کا حق ہے کہ وہ شامیوں کے ملک پر حکومت کریں اور نہ ہی فرانسیسیوں کا حق ہے۔ کہ وہ ملک پر جبراً قبضہ رکھیں۔ شامیوں نے اتحادیوں کی مدد کی اور انہیں فتح دلائی جس کا بدلہ یہ ملا۔ کہ فرانسیسیوں نے ان کے ملک کو تباہ اور ان کے گھروں کو ویران کر دیا۔ اس سے زیادہ کیا غداری ہو سکتی ہے۔ کہ جس نے ان کو فتح دلائی اسے ہی غلامی کا حلقہ پہنایا جاتا ہے ؛

دمشق میں اختلاف آراء

میں چونکہ دمشق کو خود دیکھ آیا ہوں اس لئے وہاں کے حالات سے واقفیت رکھتا ہوں۔ وہاں لوگوں کا آپس میں سخت تفرقہ ہے۔ اور چھ قسم کی رائیں اس ملک میں پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ تو فرانس کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ بہت ہی قلیل ہیں۔ بعض انگریزوں کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں۔ ان کی تعداد پہلوں سے کچھ زیادہ ہے بعض ترکوں کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی بہت ہی کم ہے۔ بلکہ ان لوگوں سے بھی کم ہے۔ جو فرانسیسیوں کے ماتحت رہنا چاہتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے۔ کہ حجاز اور فلسطین کو ملا کر ایک حکومت قائم کر لی جائے۔ جو وہابیانہ رنگ کے لوگ اس خیال کے ہیں۔ اور بعض جو دوسرے ہیں وہ کہتے ہیں۔ حجاز چونکہ بہت پس ماندہ ہے۔ اس کے ساتھ ہم ترقی نہ کر سکیں گے۔ اس لئے شام اور عراق کی ایک حکومت بنائی جائے جو امیر فیصل کے ماتحت ہونی چاہیئے۔ ان کے علاوہ ایک اور جماعت ہے جو کہتی ہے کہ نہ حجاز اور فلسطین کی حکومت مفید ہو سکتی ہے اور نہ شام اور عراق کی۔ اسلئے شام اور لبنان کو ملا کر ایک حکومت قائم کرنی چاہیئے۔

شام میں فرانس کی حکومت سے بیزاری

یہ چھ پارٹیاں ہیں جو آپس میں لڑتی رہتی ہیں۔ لیکن ملک میں سے دو فیصدی بھی ایسے لوگ نہ ہونگے۔ جو فرانس کی تائید کرتے ہوں۔ پس گو ان میں یہ خانہ جنگی یا کشمکش نظر آتی تھی لیکن ان خیالات کے پیچھے وہ ضمیر حریت بول رہی تھی۔ جو آزادی چاہتی تھی۔ اور جو کسی کے ماتحت نہیں رہنا چاہتی ؛

یہ قدرتی بات ہے۔ کہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک چاہتا ہے۔ کہ اس کی اپنی حکومت ہو۔ مگر بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ جب وہ خود حکومت حاصل نہیں کر سکتے۔ تو کسی اور اجنبی حکومت کو چاہتے ہیں اور ایک دوسری حکومت کیلئے جد و جہد کرتے ہیں۔ جو ان کے لئے ویسی ہی اجنبی ہوتی ہے جیسی کہ پہلی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنی حکومت ہی نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ موجودہ حکومت کی بعض غلطیوں سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دوسری حکومت کی تمنا کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس حکومت کو دیکھا نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیسی ہوگی۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ شاید نئی حکومت موجودہ حکومت سے بہتر ہو۔ اس لئے وہ اس کوشش میں لگ جاتے ہیں اور اس کی تہ میں ان کی یہ غرض بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی دوسری حکومت کی مدد حاصل کریں۔ اور موجودہ حکومت کو اس کی مدد سے نکال دیں۔ یہی حال شام کا تھا۔ شامی لوگ اگر یہ کہتے تھے۔ کہ وہ انگریزوں کی حکومت چاہتے ہیں۔ تو وہ یہ بھی کہتے تھے۔ کہ ہم درحقیقت انگریزوں کو نہیں چاہتے۔ بلکہ فرانسیسیوں کو نکالنے کے لئے اس رنگ میں ان کی مدد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کو بغیر کسی کی مدد کے نکال نہیں سکتے۔ اور جب ان کو نکال لینگے تو پھر دیکھا جائے گا ؛

دمشق میں نرالا انداز حکومت

حکومت کا بھی وہاں عجیب انداز ہے۔ چار حکومتیں ایک ہی وقت میں وہاں قائم ہیں۔ ان میں سے ایک فرانسیسی حکومت بھی ہے۔ اس کے دو ٹکڑے ہیں۔ فرانسیسیوں کی طرف سے ایک گورنر وہاں رہتا ہے۔ ایک ترک حاکم بھی اس علاقہ میں تھا۔ وہ اصلی ترک نہیں تھا بلکہ ایسا ترک تھا۔ جو باہر سے آ کر اس ملک میں بس گئے ہیں۔ یہ شخص بڑا ہی ہوشیار تھا ؛ فرانسیسی حاکم جو اس ملک میں رہتا تھا۔ وہ ریذیڈنٹ کہلاتا تھا۔ جس طرح ہندوستان میں ریاستوں کے ساتھ ایک ریذیڈنٹ رہتا ہے۔ اسی طرح کا یہ بھی تھا۔ میں اس سے بھی ملا۔ دیر تک سیاسی معاملات پر گفتگو ہوئی ؛

پریس پر مولویوں کی حکومت

پھر مولویوں کی بھی حکومت ہے۔ پریس پر مولویوں کا قبضہ ہے۔ جو کتاب چاہیں چھپنے دیں۔ جو نہ چاہیں نہ چھپنے دیں۔ وہاں ایک مفتی بھی ہے۔ جو پریس پر کلی اختیار رکھتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کتاب کو روک دے۔ تو کسی کی طاقت نہیں۔ جو اسے شائع کر سکے۔ ہم جب دمشق میں تھے۔ تو ہم نے ایک ٹریکٹ چھپوایا۔ اور گورنر سے

پوچھ کر چھپوایا۔ بعد میں کسی نے شکایت کی۔ یا خدا جانے کیا بات ہوئی۔ مفتی نے اس کی اشاعت روک دی۔ ہم نے ہر چند کہا۔ کہ ہم نے گورنر کی اجازت سے چھپوایا ہے۔ مگر ایک نہ سُنی گئی۔ اور اس کی ضبطی کا حکم دے دیا گیا۔ آخر گورنر کے پاس گئے اور کہا ہم نے آپ کی اجازت سے ٹریکٹ چھپوایا ہے۔ لیکن مفتی اسے ضبط کرنے کا حکم دے رہے ہیں اس نے کہا۔ مفتی کے حکم کے بعد میں کچھ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پریس مفتی کے ماتحت ہے۔ اور اس ملک میں قانون ہے کہ جس بات کو چاہیں۔ مفتی چھپنے دیں۔ اور جس کو چاہیں نہ چھپنے دیں یا روک دیں یا ضبط کر لیں ؎

ان دو حکومتوں کے ساتھ ساتھ ایک اور حکومت بھی ہے جو کونسل کی حکومت ہے۔ کونسل فرانسیسیوں نے بنائی۔ اور ایک شخص کو گورنر منتخب کیا۔ یہ گورنر لبنان کو چھوڑ کر سارے شام کا گورنر تھا ؎

خالد بن ولید رضؓ کی نسل کا ایک فرد

یہ شخص جو لبنان کے سوا سارے شام کا گورنر تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھا۔ مگر افسوس کہ ایسے نامی گرامی اور بہادر شخص کی اولاد سے ہونے کے باوجود جو کہ خالص عربی نسل سے تھا۔ وہ عربی نہیں بول سکتا تھا۔ مگر شریف آدمی تھا۔ اس کے ساتھ جب میں ملا۔ تو بہت عمدگی کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ اس نے افسوس کے ساتھ کہا۔ کہ میں باوجود عربی النسل ہونے کے عربی نہیں بول سکتا ہاں تھوڑی تھوڑی سمجھ لیتا ہوں۔ میں ترکی بولتا ہوں۔ میرے بچے ترکی بولتے ہیں۔ اور میری بیوی بھی ترکی بولتی ہے۔ دیر تک اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ پھر سلسلہ کے متعلق ذکر آیا۔ اور جب اس نے ہماری زبان سے یہ سُنا کہ اس ملک کے مولویوں نے کہا ہے۔ کہ احمدیوں کو یہاں تبلیغ نہیں کرنی چاہیئے۔ تو حیران ہو کر کہا۔ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ کس طرح وہ لوگ احمدیوں کو جو کہ اسلام کا ایک فرقہ ہے۔ یہاں تبلیغ کرنے سے روک سکتے ہیں۔ حالانکہ اس ملک میں غیر اسلامی لوگوں کے مشن قائم ہیں۔ عیسائیوں کے مشن یہاں ہیں۔ یہودیوں کے مشن یہاں ہیں۔ پھر ان کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کے ایک ایسے فرقہ کے لئے جو خالص مذہبی ہو کیونکر یہ لوگ روک پیدا کر سکتے ہیں ؎

غرض دیر تک اس سے مختلف اُمور پر گفتگو ہوتی رہی اس کی گفتگو سے یہی پایا گیا۔ کہ وہ بھی فرانس والوں کی حکومت کے برخلاف تھا۔ اس ملک میں کسی افسر یا حاکم یا گورنر کا تقرر چونکہ ملک کے انتخاب کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس لئے ملک کی عام رَو کے مطابق اس کی رائے بھی فرانسیسیوں کے برخلاف تھی۔ اور اس کا میلان بھی یہی تھا۔ کہ ملک کو آزادی حاصل ہونی چاہیئے۔ غرض اسی طرح ملک میں مختلف رائیں تھیں اور انہیں سے بیشتر حصہ کی رائے فرانسیسیوں کے برخلاف تھی۔

شام میں تین مختلف سِکّے

اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک میں تین سکے چلتے تھے۔ فرانسیسی نوٹ جو دو دو پیسے کے تھے۔ اور ان کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ ہمارے ہاں پانچ پانچ روپے تک کے نوٹ ہیں۔ جب ایک ایک روپے کے نوٹ چلے۔ تو شور پڑ گیا۔ اور آخر وہ بند کر دیئے گئے۔ مگر فرانس کے دو دو پیسے کے نوٹ چلتے تھے۔ فرانسیسی نوٹ کی عام طور پر کوئی قدر نہ تھی۔ ان نوٹوں کے سوا ترکی سکہ بھی چلتا تھا۔ اور مصری سکے بھی مُروّج تھے۔ ان سب میں سے ترکی سکہ سب سے زیادہ چلتا تھا۔ بازار میں فرانسیسی نوٹ لیکر سودا لینے جاؤ۔ تو وہ کی نادار نوٹ کے عوض سودا دینے سے انکار کر دیتے اور کہتے۔ ترکی یا مصری سکّہ لاؤ۔ اس پر صراف کی دوکان پر جا کر بٹّہ دے کر سکّہ لینا پڑتا۔ پھر اگر ڈاک خانہ میں ٹکٹ خریدنا چاہیں۔ تو وہ نہ ترکی سکہ لیتے نہ مصری۔ کہتے نوٹ لاؤ۔ اس کے بدلے میں ٹکٹ مل سکیں گے۔ یہی حال ریلوے والوں کا تھا۔ وہ بھی کوئی سکّہ نہ لیتے۔ بلکہ فرانسیسی نوٹ لیتے۔ اگر کوئی شخص مصری یا ترکی سکہ لے کر ریلوے یا ڈاک خانہ میں جائے۔ تو وہ اسے لوٹا دیتے۔ اس لئے پھر صرافوں کی دکان پر آنا پڑتا ۔ اور پھر کمیشن دے کر سکوں کے بدلے نوٹ لینے پڑتے۔ ان میں سے جتنے وہاں خرچ ہوں۔ وہ تو خیر کام آ گئے۔ بقیہ نوٹ سب ضائع گئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہاں ہر دو تین دکانوں کے بعد صراف کی دکان نظر پڑتی ہے۔

رُوحِ حریّت

ان باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ملک اس بات پر آمادہ ہے۔ کہ آزادی حاصل کرے یہ فساد جو اس وقت پیدا ہوا۔ اسی روح کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں اس وقت پیدا ہو رہی تھی۔ چنانچہ دروزنے جب مدد کے لئے مسلمانوں کو بلایا۔ تو سارا شام اسی رُوح کے ماتحت ان کی مدد پر کھڑا ہو گیا۔ [illegible] راؤں کے رکھنے والے لوگ ہیں۔ مگر ان کی راؤں کے اس اختلاف کے نیچے سوائے اس روح کے جو آزادی کی رُوح ہے اور کوئی رُوح کام نہیں کر رہی۔ اور یہ وہی رُوح ہے۔ جس نے ایک پہاڑی قوم کی آواز پر سب کو بیدار کر دیا۔ اور وہ آزادی کے لئے جمع ہو گئے ؎

شام کی جدوجہد آزادی درست ہے

خواہ ان کے متعلق کوئی کچھ ہی کہے مگر یہ بات ہر ایک شخص کو ماننی پڑیگی۔ کہ شام کی جدوجہد آزادی درست ہے۔ فرانسیسیوں کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ان کی یہ کوشش درست ہے۔ ہر ایک شخص کو آزاد رہنے کا حق ہے اور ہر ایک شخص کی فطرت یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ وہ غیر کی غلامی میں نہ پھنسے۔ اور اگر پھنس جائے۔ تو نجات حاصل کرے۔ اس لئے میری رائے میں شام کو ایک حد تک آزادی ملنی چاہیئے ؎

اہل شام سے ہمدردی

پس میں جہاں اس بات پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر فرمایا اور اپنے اس کلام کو پورا فرمایا۔ جو تقریباً ۲۵ سال آج سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ وہاں میں اس ظلم کے لئے جو شام پر کیا گیا۔ شام سے دلی ہمدردی رکھتا ہوں شام والے مظلوم ہیں۔ اور ان کی وفاداریوں اور جانبازیوں کا اچھا صلہ ان کو نہیں دیا گیا۔ انہوں نے اپنی جانیں دیکر اتحادیوں کو فتح دلانے کی کوشش کی۔ مگر جب ان کی باری آئی۔ تو بجائے حسنِ سلوک کے ان پر ظلم کیا گیا۔ ان کی جانیں تباہ کی گئیں۔ ان کا ملک ویران کیا گیا۔ ان کے گھر برباد کئے گئے۔ پس وہ مظلوم ہیں۔ اور میں ان مظلوموں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں ؎

تاریخ کا ایک واقعہ

بہرحال یہ تاریخ کا ایک نہایت تاریک واقعہ ہے۔ جس کی نظیر تاریک در تاریک زمانوں اور تاریک در تاریک حالات میں بھی ملنی مشکل ہے۔ اس واقعہ کی نوعیت پر اگر غور کیا جائے۔ تو تھوڑی سے تھوڑی عقل رکھنے والا شخص بھی سمجھ لے گا۔ کہ کسی تاریک سے تاریک واقعہ کی مثال اس واقعہ سے بڑھ کر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ یہاں تو ۵۵ گھنٹہ تک گولہ باری کی گئی۔ حالانکہ گذشتہ جنگ یورپ میں جرمن کا کوئی گولہ اگر اتفاقاً کسی شہر پر آ گرا۔ تو ان لوگوں نے شور مچانے پر اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ مثلاً ”وردون“ کے حملہ کے وقت ایک گولہ اتفاقیہ طور پر شہر پر آ گرا تھا۔ اس گولے کا گرنا تھا۔ کہ ان کے چھوٹے اور بڑے۔ بوڑھے اور جوان سب نے شور مچا دیا۔ کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ مگر دمشق پر متواتر گھنٹے گولہ باری کی گئی۔ اور اندھا دھند طور پر کی گئی۔ کہ کبھی زبردست سے زبردست قلعے پر بھی اس قسم کی گولہ باری نہیں کی جاتی مگر باوجود اس کے ان لوگوں کو محسوس تک نہیں ہوا۔ کہ کیا ہوا۔ اور اگر اس بات کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ یہ گولہ باری عورتوں بچوں۔ بوڑھوں اور نہتے شہریوں پر کی گئی تھی۔ تو میرے خیال میں کوئی بھی ایسا شخص نہ ہو گا۔ جو فرانسیسیوں کے اس فعل کو بُرا نہ کہے۔ اور اسے ظلم نہ قرار دے ؎

خاموشیٔ یورپ دارد

ان حالات کے ماتحت ہر ایک شخص مانیگا۔ کہ یہ جو کچھ ہُوا سخت ظلم ہوا۔ اور یہ ان لوگوں کی خطرناک غلطی ہے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ اس غلطی کے معلوم ہو جانے پر بھی یورپ سے کوئی آواز نہیں اٹھی۔ [illegible]

مظلوموں کی ہمدردی کے لئے کوئی بھی قدم نہیں اٹھایا گیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یورپ والے باوجود انسان ہونے کے ہمدردی کچھ مائل نہیں ہوتے - تو یہ کارروائی ان کی طرف سے بالارادہ ہوئی - میں کہتا ہوں - ہمدردی اگر وہ نہیں کر سکتے تھے تو کیا ظالم کا ہاتھ بھی نہیں روک سکتے تھے؟ فرانس کے اس ظلم کو دیکھ کر وہ فرانس کو اس سے روک سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور بالکل خاموش رہے۔ ان کی یہ خاموشی ظاہر کر رہی ہے۔ کہ یہ غلطی نہ تھی۔ جو اتفاقیہ ہو گئی ہو بلکہ ارتکاب جرم تھا۔ جو بالارادہ کیا گیا

آٹے کے ساتھ گھن بھی پس گیا

اگر یورپ کے کسی شہر پر اس قسم کی گولہ باری کی جاتی۔ تو پھر دیکھتے - وہ کیا کچھ نہ کر گذرتے - اگر ایک شخص بھی کسی جگہ ان کا مر جاتا ہے - تو کئی لاکھ فوجیں اس جگہ جا کر جمع ہو جاتی ہیں - مگر یہ لوگ جو مارے گئے ان کے بچاؤ کے اندر ایک خفیف سی ہمدردی کی حرکت بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اس گولہ باری سے جو لوگ مرے - ان کی تعداد کا صحیح اندازہ اس وقت نہیں ہو سکتا۔ گو ان کی تعداد کے متعلق مختلف رنگ آمیزیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ مگر اس بات سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس حادثہ سے کوئی مراہی نہیں۔ ان دروزیوں کو الگ کر دو۔ جن کے متعلق بغاوت کا الزام ہے - مگر ان باشندوں کی ہلاکت کے متعلق فرانس کے پاس کیا جواب ہے - جو ان کی بے پناہ گولہ باری سے مر گئے - اور جن کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ دروز مرے ہی نہیں۔ مارے گئے۔ شہر کے باشندے - مگر افسوس! کہ اتنے بڑے واقعہ پر جس نے دلوں کو ہلا دیا - یورپ کی طرف سے کوئی بھی ہمدردی کی آواز نہیں اٹھی۔ اور کوئی قوم اس واقعہ کی تحقیق کے لئے تیار نہیں - اور نہ اس کے ازالہ کے واسطے آمادہ ہے؟ کس قدر افسوس ہے۔ کہ ہزاروں آدمی بے گناہ ملیدے جائیں - لیکن سارے یورپ سے ان کی ہمدردی - ان کی مدد - ان کی تائید اور ان کی دلجوئی کے لئے کوئی نہ اٹھے۔

ایشیائی خطرہ

خود فرانس میں اس واقعہ کے متعلق جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہاں کے لوگ سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہم اتنا ہولناک کام کر کے مہذب قوموں میں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہے۔ لیکن دوسری سلطنتوں نے اس کے متعلق بالکل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ اس سے ایشیائی باشندوں میں جو پہلے ہی یہ احساس ہے کہ اہل یورپ کے نزدیک ہماری جانوں کی کوئی وقعت نہیں ایک حد تک زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ اور ان کا خیال یقین تک پہنچ جائے گا۔ کہ یورپ کو ہماری جانوں کا کوئی خیال نہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ خطرہ جسے ایشیائی خطرہ کہا جاتا ہے - فی الواقعہ خطرناک صورت اختیار کر لیگا

یورپین اقوام کو ہمدردانہ مشورہ

پس میں یورپین قوموں کو مشورہ دینا چاہئے۔ کہ وہ ایسے موقعہ پر سوچ سمجھ کر کارروائی کریں۔ نہ کہ جوش اور غضب میں بھر کر یا اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آ کر انسانوں کی تباہی پر اتر آئیں - اور خصوصاً گورنمنٹ انگلشیہ کو مشورہ دینا چاہئے - کہ وہ ایسے کاموں میں دخل دے کر ان لوگوں کو جو ظلم پر کمربستہ ہوں - سمجھائے اور ظلم سے روکے - اور اس موقعہ پر بھی اسے چاہئیے کہ فرانس نے جو دمشق پر تباہی برپا کی ہے - اس کے متعلق اپنی ناراضی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرے - اور مظلوموں کے ساتھ ہمدردی پر آمادہ کرے - اور خود بھی مظلوموں سے ہمدردی کرے۔

دعا

اب میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہوئے اس تقریر کو ختم کرتا ہوں - کہ وہ لوگوں کو اس پیشگوئی کی صداقت اور اس پیشگوئی کے کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ماننے کی توفیق عطا فرمائے - میں ان لوگوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں جنہوں نے قوم کی عزت اور آزادی کے لئے کوشش کی اور اس کے لئے مارے گئے - پھر میں ان لوگوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں - جو زندہ ہیں - اور اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں - کہ وہ تباہی سے بچیں - اور کامیاب ہوں - چونکہ سب سے ہمدردی ہمارا فرض ہے - اس لئے میں اہل یورپ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں - کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے تا وہ عدل کریں اور ظلم سے بچیں - اور بجائے اس کے کہ وہ آزادی اور حریت کا خون کریں - اس کو قائم کرنے والے بنیں - ایسے موقعہ پر میں اپنی جماعت کے لئے بھی دعا کرتا ہوں - کہ خدا اس کو بھی محفوظ فرمائے - اور جبکہ خدا تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان نشان دکھایا ہے - تو ہمارا فرض ہے - کہ وہ اور بھی زیادہ لوگوں کو احمدیت کی طرف متوجہ کرنے والی - خدا کی رحمت کو پانے والی اور اس کے عذاب سے ڈرنے والی بنے پھر اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے اور اس کی رحمت کو جذب کرتے ہوئے میں یہ بھی دعا کرتا ہوں - کہ خدا تعالیٰ ہم کو ہماری ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے - اپنی مخلوق کی سچی ہمدردی ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے - میں یہ بھی دعا کرتا ہوں - کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو اپنے عذاب سے ڈرنے والا اور اپنی رحمت کے جذب کرنے والا بنائے

آمین ثم آمین

حیدرآباد میں قادیانی

اس عنوان سے اخبار "ریاست" (۱۸ر نومبر) لکھتا ہے:۔

"زمیندار کی ایک اور نادرہ ہیبتناک پالیسی یہ ہے - کہ جس کے آج یہ گن گاتا ہے - کل اسی پر بلاوجہ رکیک حملے کرتا ہے اس نے حضور نظام پر یہ الزام بھی لگایا ہے - کہ وہ مولانا عبدالباری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ اور چند احمدیوں کے زیر اثر ہیں - کاش! زمیندار سوچتا کہ اس کی اپنی روش جو مفاد اسلام کے خلاف ہے - اس کی بندش کا باعث ہوئی ہے - تعجب ہے - کہ زمیندار کو آج تک تو حیدرآباد میں قادیانی نظر نہ آئے - اور اب اچانک وہاں اس کو قادیانی اس قدر بارسوخ نظر آنے لگے ہیں - کہ وہ اس کا داخلہ بند کرا سکتے ہیں حضور نظام کا حکم اصول صحیفہ نگاری کے لحاظ سے ایسا ہے کہ ہم نے اس کے خلاف مؤدبانہ آواز بلند کی ہے - ورنہ ہر لحاظ سے یہ حکم قابل تعریف ہے"

احمدیوں کے خلاف مولوی ظفر علی صاحب کے مضامین کا اثر

رسالہ "صنیعت" ۱۵ نومبر میں غازی محمود دھرم پال صاحب لکھتے ہیں:۔

"مولانا ظفر علیخان صاحب کے وہ مضامین میری نظر سے گزرتے تھے جو احمدیوں کے تکفیر وارتداد کی تائید میں زور شور سے زمیندار کے کالموں میں شائع فرماتے تھے - تو انہیں سے ہر ایک مضمون بلکہ ہر ایک مضمون کا ایک ایک لفظ دو دھاری تلوار کی طرح میرے دل کو کاٹتا اور پارہ پارہ کرتا تھا میں اکثر یہ اعلان کر چکا ہوں کہ میں احمدی نہیں ہوں - اور احمدیوں کے بہت سے عقائد کے ساتھ دیانتداری کے ساتھ سخت اختلاف ہے - مگر باوجود اس شدید اختلاف کے میں انکو مسلمان سمجھتا ہوں - اور ہندوستان کے اندر اور باہر وہ غیر مسلموں کے حملوں سے اسلام کے تحفظ کے متعلق جو بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں - میں انکو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ....

.... جن دنوں میں مولانا ممدوح کے یہ مضامین اشاعت پا رہے تھے - میں اکثر اپنے احباب سے کہا کرتا تھا کہ مولانا ظفر علی کا کوتاہ ریش ہو کر دراز ریشوں کا سا کام کرنا اس بات کا سزاوار ہے - کہ وہ بھی کسی نہ کسی دن درازریشوں کی لپیٹ میں آ جائیں - چنانچہ زیادہ عرصہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ مولانا ظفر علیخان صاحب دفتر کے عین سامنے خادمان تکفیر کے ایک گروہ نے مولانا ممدوح کو تکفیر کی لپیٹ میں لے لیا اور مولانا صاحب چیخ اٹھے - مگر اب چیخنے سے کیا بنتا ہے؟ اگر علی گڑھ کالج کا گریجوایٹ جس کی عمر کا بیشتر حصہ ریش تراشی میں گذرا ہو - اپنے بھائی بند گریجوایٹوں کی "جاتی" بگڑتی کو ترک کر کے مفتیان عظام اور مکفرین کرام کی صف میں جا کر کفر و تکفیر کی مشین چلانے

لگ جائے - تو وہ یقیناً اسی بات کا مستحق ہے - کہ اس کے ساتھ وہی سلوک ہو جو کسی جنگل میں آوارہ کتوں کی نقل اتارنے والے ڈارون کے جد امجد کے ساتھ ہوا تھا ...... مولانا ظفر علیخان صاحب کی دو دھاری تلوار کے ذریعہ احمدی تو صفحہ ہستی سے مٹ نہ گئے نہ ہی وہ دائرہ اسلام سے ... جیسے کے ویسے ہی لاکھوں مسلمان ... رہے ... مگر قدرے اضافہ ہی ہو گیا"

اشتہارات

استہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مولوی نواب خان صاحب نائب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

بہادر و عدالتی سرکار مالیر کوٹلہ

جھجو پسر رلا قوم خوجہ ساکن مالیر کوٹلہ مدعی

بنام

نتھو پسر عمرا بائع و ڈاکٹر نظیر حسن صاحب کشمیری و بادل خاں ترینی ساکنان مالیر کوٹلہ مدعا علیہم

دعوے عطائے ڈگری حق شفعہ

مقدمہ مندرجہ عنوان الصدر میں استدعاء مدعی سے ظاہر ہے کہ نتھو بائع مدعا علیہ ۱ لاپتہ ہے۔ جسپر اصالتاً تعمیل سمن مشکل ہے۔ اسواسطے اشتہار ہذا بغرض حاضری مدعا علیہ ۱ جاری کیا جاتا ہے کہ وہ اصالتاً یا وکالتاً ۳۰ نومبر ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی وجوابدہی دعوے مدعی کے کرے۔ بصورت عدم حاضری اس کے خلاف حکم کارروائی یکطرفہ دیا جاویگا ٭

آج بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۲۵ء ہماری دستخط اور مہر عدالت ہذا کے جاری کیا گیا ٭ دستخط افسر

پٹو زعفران و دیگر تحائف کشمیر

معزز خریداران الفضل کے خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس نوٹس کو غور سے پڑھیں۔ اگر انہیں مندرجہ ذیل میں سے کسی چیز کی ضرورت ہو۔ تو ہم سے طلب کریں۔ یقیناً انکو فائدہ ہوگا۔ اور مال ہر رنگ میں بے نقص ہوگا۔

مالیدہ پٹو۔ خالص۔ ملائم۔ مضبوط عرض ۱/۲ ۸ گرہ طول ۹ گز۔ پورا سیوٹ بیس قیمت ۱۵ سے ۲۰ تک۔ کیجر پٹو۔ خالص خوبصورت۔ مضبوط۔ عرض ۱۲ گرہ طول ۱/۲ ۷ گز۔ پورا سیوٹ بیس قیمت ۵ سے ۱۰ عمدہ یا زنمدی جو فرش کیلئے قالین سے بڑھکر ایک چیز ہے۔ سادہ ۵ روپے اور کامدار ۸ روپے سے ۱۵ تک۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی لوئیاں۔ شال۔ زنانہ فرد ریشم کا کام اور زعفران کشمیری زیرہ۔ اخروٹ۔ بادام۔ ست سلاجیت آفتابی۔ وڑیاں (کشمیری مصالحہ) مچھیاں وغیرہ ہماری دکان سے صاف اور بکفایت مل سکتی ہیں۔ صرف آزمائش شرط ہے۔

المشتہر

محمد امین نستی اینڈ کو جنرل مرچنٹس نمبر ۳ برج سرینگر کشمیر

اصل ممیرے کا سرمہ و ممیرا

مصدقہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفہ اول منگوائیں۔ مندرجہ ذیل پتہ سے منگائیں۔

قیمت قسم اول عہ۔ فی تولہ۔ خاص سرمہ ۸ فی تولہ۔ ممیرا خالص ۸ فی تولہ

ست سلاجیت کے فوائد سے ایک دنیا آشنا ہے۔ قیمت قسم اول فی تولہ (ایک روپیہ)

سید صاحب کی ادویات محتاج تصدیق نہیں ہیں۔ معزز انگریز صاحبان ہندوستان میں ڈاکٹروں کی سفارش سے تجربہ کے بعد ولایت میں بھی منگاتے ہیں۔ ڈاکٹر انفس کریم

المشتہر: سید احمد نور کابلی احمدی مہاجر موجد سرمہ ممیرا قادیان ضلع گورداسپور

خون کی کمی کے نام

بس ضعف جگر گرمی

علامات مرض تمام کمزوری چہرہ وجسم کا رنگ پھیکا زندگی ہائی۔ بھرا بھرایا ہوا۔ لب اور مسوڑوں کا رنگ پھیکا محنت کی تھکاوٹ زیادہ۔ ہاضمہ خراب کانوں میں باجے بجنا۔ درد بانوں اور پنڈلیوں کا چلتے وقت پھولنا۔ نسخہ عطا کردہ حضرت مولوی نورالدین رضہ خلیفۃ المسیح اول ۲۱ خوراک قیمت (عہ)

نوٹ:۔ امراض مخصوصہ مردان و زنان کے لئے بذریعہ خط و کتابت تیار ادویات طلب فرمائیے ٭ المشتہر

حکیم عبدالعزیز زادہ شہباز خان دواخانہ یونانی شہر سیالکوٹ

لڑکیوں کیلئے رشتوں کی ضرورت

دو لڑکیوں کیلئے جن کی عمر پندرہ اور سولہ سال کی ہے اور جو کہ تعلیم یافتہ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں اور تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیندار برسر روزگار۔ تعلیم یافتہ احمدی رشتوں کی ضرورت ہے۔ تمام خط وکتابت معرفت منیجر الفضل

رشتہ کی ضرورت

ایک بالغ جوان قرآن شریف دان و پڑھی لکھی امور خانہ داری سے واقف احمدی لڑکی کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ برسر روزگار مخلص نوجوان مبائع احمدی ہو۔ آمدنی یکصد روپے کے قریب ہو۔

خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں ٭

منشی اللہ دتا صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ دفتر ڈپٹی کلکٹر نہبا در اہا حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ٭

کحل الجواہر

حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب

موتی و ممیرا کا مجرب سرمہ

آپ کے مطلب کا خاص سرمہ۔ کمزوری نظر۔ دھند۔ غبار۔ جالا پھولا ککرے۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ بیدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ شروع موتیا بند۔ نظر کا دن بدن کمزور ہونا۔ ان بیماریوں کے لئے آپ کا سرمہ نہایت مفید ہے۔ تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاتا ہے۔ اور کمزوری سے محفوظ رکھتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ آزمالیں۔ قیمت فی تولہ عہ۔

المشتہر: عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

محافظ حمل حب اٹھرا

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کی چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج وغم میں مبتلا تھے۔ ان گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ کل ۶ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک ہی دفعہ منگوانے پر چھ روپے ٭

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

کشتہ سونا و موتی

تمام بدن کو طاقت اور قوت دینے کیلئے عموماً اور کمزور قوتوں کو بحال کر کے ترقی دینے کیلئے خصوصاً [illegible] حفاظت کیلئے اختلاج قلب۔ کمزوری دل ودماغ وجگر کا تریاق جسمانی قوتوں کو قائم رکھنے والا کشتہ سونا و موتی ہے۔ گردہ ومثانہ کی بیماریوں کا تریاق کمی خون و خفقان دھڑکی۔ کمزوری معدہ کیلئے قوی اثر رکھنے والا۔ دق اور سل جیسی مزمن اور مہلک بیماری میں خصوصیت سے مفید کشتہ سونا و موتی ہے۔ قیمت خوراک ایک ماہ پندرہ روپے ۱۵۔

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— کلکتہ ۱۴ نومبر۔ ایک کمیونک مظہر ہے کہ ہز اکسلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل جمعہ ۱۸ دسمبر کو گورنمنٹ ہاؤس میں ایک دربار منعقد کریں گے۔

—— دریائے ستلج پر جو تیمر ہنڈیل ہے اس کے قریب گرے کینال کا کام شروع ہونے والا ہے۔ جسکا سنگ بنیاد گورنر پنجاب ۲۵ نومبر کو رکھیں گے۔

—— ناظم صاحب شعبہ اطلاعات مجلس استقبالیہ انجمن خدام الحرمین لاہور لکھتے ہیں۔ کہ انجمن خدام الحرمین کے مشاورتی جلسہ میں شامل ہونے کے لئے مسلمانان پنجاب و بیرونجات دلی اشتیاق ظاہر کر رہے ہیں۔ جلسہ کو وسیع پیمانہ پر منعقد کرنے کیلئے لاہور میں نہایت سرگرمی سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ تاریخہائے انعقاد جلسہ ۲۱ و ۲۲ نومبر مقرر ہیں۔ بہت سے علماء کرام و سجادہ نشین حضرات نے شمولیت کے وعدے فرمائے ہیں۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ جو سیکرٹری مجلس استقبالیہ حکیم محمد شریف صاحب وکیل منزل موچی دروازہ سے مفت مل سکتے ہیں۔

—— مدراس ۱۳ نومبر۔ کچھ دنوں یہاں موسم کی جو ابتر حالت رہی ہے۔ اس سے طغیانی پیدا ہو گئی ہے جس نے آمدورفت کو بند کر دیا ہے۔ سمندر کے کناروں کی جہازرانی کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔ ۶ کشتیاں جو کہ مچھلیاں پکڑنے کیلئے سمندر میں بتاریخ دس ماہ حال روانہ ہوئی تھیں۔ واپس نہیں لوٹیں۔ ان کی تلاش کی جا رہی ہے۔ کالی کٹ سے بھی تین کشتیاں غائب ہیں۔

—— پونہ ۱۴ نومبر۔ جو دو پٹھان ۱۱ نومبر کو رائل بمبئی سیپرز اینڈ مائنرز کرکی سے بھاگ گئے تھے۔ اور جنہوں نے اس کے تین دن بعد پمپری ریلوے سٹیشن کے عملہ کو سرکاری رائفلوں سے گولیاں چلا کر لوٹ لیا تھا۔ ان کو احمد نگر پولیس کے ایک دستہ نے گرفتار کر لیا ہے۔

—— دہلی ۱۱ نومبر۔ [illegible] نومبر سے شروع ہوگی۔ اور پانچ دن رہے گی۔ اس میں [illegible] افسران بھی اس میں حصہ لینے کیلئے آ رہے ہیں۔

—— ۲۰ جنوری کو لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند اصلاحات کے متعلق ایک اہم اعلان کرنے والے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۶ نومبر۔ برطانی پارلیمنٹ کے رکن سر میری برٹن آجکل کلکتہ میں جناب وائسرائے کے مہمان ہیں۔ آپ سیاسی اور صنعتی حالات کا مطالعہ کرنے کیلئے چند ہفتہ ہندوستان میں قیام کریں گے۔

—— "رنگیلا رسول" کے مقدمہ میں جو مسٹر ڈنلی مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں ہو رہا تھا۔ گورنمنٹ کیطرف سے ہائیکورٹ میں نگرانی کرائی گئی تھی۔ تاکہ [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

—— ٹائمس کا نامہ نگار متعینہ روم اطلاع دیتا ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ سینور مسولینی وزیراعظم اور فسیسٹوں کے خلاف سازش کے سلسلہ میں اطالوی پولیس نے ۱۰۰ سے زیادہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

—— لندن ۱۲ نومبر۔ جب بیگم صاحبہ بھوپال سینٹ ہیلن (یادگار جنگ) سے اپنی قیام گاہ پر واپس آئیں۔ تو انہوں نے لارڈ ہیگ کو ان کی اپیل کے سلسلہ میں پانچ ہزار پونڈ کا ایک چیک خط میں ملفوف کر کے روانہ کیا۔ کل سینٹ ہیلن میں ان کی پوتیاں ہائی لینڈ کے لباس میں موجود تھیں اور سڑکوں میں "پاپی" (ایک قسم کا پھول) فروخت کر رہی تھیں۔

—— بیت المقدس ۱۰۔ ۹ نومبر۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ بے قاعدہ جنگ کرنے والی جماعتوں نے شہر دمشق پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت تک منتشر جنگ نہایت زور و شور سے اور کامیابی کے ساتھ روز بروز ترقی پر ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین کے بے قاعدہ لشکروں کو یہ محسوس ہو گیا ہے۔ کہ فرانسیسی قوت کو منقسم و منتشر کر دینے کی سخت ضرورت ہے اس لئے حمص اور دمشق کے درمیانی علاقہ میں جہاں پر ان کا قبضہ ہے۔ وہ تمام ذرائع خبر رسانی کو منقطع کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ جانب مغرب بڑھنے کا ہے۔ جہاں وہ حمص۔ بعلبک ریاق اور دمشق کی درمیانی ریلوے لائن کو منقطع کر دیں گے۔

—— لندن کے ایک ہسپتال میں ایک نوجوان لڑکی ۱۹۲۱ء سے زیر علاج چلی آتی ہے۔ اس کے متعلق کئی ڈاکٹروں نے رائیں دیں کہ اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک ڈاکٹر نے اس کا اپریشن کیا۔ اس کے جسم سے کلیجہ باہر نکال لیا۔ اور [illegible] طریقہ سے لگا دی کہ اس کی نبض بدستور چلتی رہی۔

—— سیام گورنمنٹ گزٹ میں ایک شاہی اعلان شائع [illegible] شاہی خاندان سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اعلان میں لکھا ہے کہ جب شاہ سیام نے اس خاتون کو "ملکہ" کا خطاب دیکر شاہی خاندان میں شامل کیا۔ تو ان کا خیال تھا۔ کہ یہ خاتون انکی اور ملک کی خدمات تسلی بخش طور پر انجام دیگی۔ لیکن تجربہ نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ یہ خدمات سرانجام نہیں دیسکتی۔ سیام کے بادشاہ کا نام راجہ رام ہے۔ اس نے آکسفورڈ سینڈہرسٹ میں تعلیم

پائی۔ اور کئی مختلف کلبوں کا ممبر رہا۔ اس نے بہت سی عورتوں سے شادی کر کے ناپسند کر دیا ہے۔ اس نے ۱۹۲۲ء میں اپنی بہن لکشمی سے شادی کی تھی۔ لیکن اب اس کو بھی الگ کر دیا ہے۔

—— لندن ۱۴ نومبر۔ ڈیوک آف یارک نے بحیثیت صدر نمائش ویمبلے ڈیوک آف ڈیون شائر سے درخواست کی ہے کہ وہ ان کی جانب سے نوآبادیات ہندوستان ممبر والیو اور ماتحت ریاستوں کا شکریہ ادا کر دیں۔ کہ ان کی شرکت کی وجہ سے ویمبلے کی نمائش میں سلطنت کی پوری نمائندگی ہو سکی۔

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ جب فرانسیسی افواج نے مقام درعہ کو خالی کیا۔ تو برطانوی افواج نے اس پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسی حوران کے ارد گرد تین طرف سے گھر جانے سے بچنے کے لئے دمشق کی طرف پسپا ہو رہے ہیں۔ دروزی افواج تین دستوں پر منقسم ہیں۔ پہلا دستہ تو وسیع پیمانے پر تین سمت سے دشمن کو گھیر لینے کے لئے نقل و حرکت کر رہا ہے۔ دوسرا ان فرانسیسی افواج کے تعاقب میں ہے۔ جو پسپا ہو رہی ہیں۔ اور تیسرا دستہ جو سلطان پاشا اطرش کی سرکردگی میں ہے۔ وہ دمشق کے بلوائیوں سے توطہ میں جا ملا ہے۔

—— ایک ہندی اخبار نے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ مسلمانوں کا معزول خلیفہ جاپان پہونچا۔ اور وہاں اس نے بدھ مذہب اختیار کر لیا"۔

—— لندن ۱۳ نومبر۔ شام کے فرانسیسی نامہ نگاروں نے جو پیغامات روانہ کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں صورت حالات نہایت نازک ہو گئی ہے۔ اور باغی فرانسیسی چوکیوں پر حملے کر رہے ہیں۔ ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ حیفہ نے ان اطلاعات کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ۱۵۰۰ باغی حصبیہ میں داخل ہو گئے۔ اور بیروت میں جو پناہ گزیں آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حصبیہ میں باغیوں نے عربی پھریرا اڑا دیا۔ نیز اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ مرجایون میں داخل ہو گئے ہیں۔

—— پیرس ۱۴ نومبر۔ اخبار طان کا نامہ نگار مقیم رباط لکھتا ہے کہ غازی محمد ابن عبدالکریم کے نمایندے شرائط صلح لیکر وہاں پہنچ گئے ہیں۔ تاکہ فرانسیسیوں کو ان سے اطلاع دیں۔

—— روما ۱۲ نومبر۔ باغیوں کا مقصد فقط مسولینی کا قتل نہیں تھا۔ بلکہ یہ تھا۔ کہ اطالیہ کے گوشے گوشے میں مسلح بغاوت برپا کر دی جائے۔ گذشتہ چند دنوں سے اطالیہ میں تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس تحقیقات سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ کہ اطالیہ میں عالمگیر بغاوت رونما ہونے کو تھی۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس بغاوت آرائی کے لئے ایک نظام بھی موجود ہے۔